میلاد
رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم
مؤلف
حضرت شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ
ضیاء القرآن پبلی کیشنز ۰ لاہور

خوشخبری

مسلک اہلسنت و جماعت کے عقائد و نظریات۔۔۔

بد مذہبوں کے باطلہ عقائد اور ان کے رد۔۔۔

اہلسنت پر کئے جانے والے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل کتب و رسائل، آڈیو ویڈیو بیانات اور والپیپر حاصل کرنے کے لئے تحقیقات چینل ٹیلیگرام جوائن کریں

https://t.me/tehqiqat

میلاد رسول اعظم صلی اللہ علیہ وسلم

مؤلف

حضرت شیخ محمد عبد الحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ

مترجم

مولانا محمد شریف نقشبندی

ضیاء القرآن پبلی کیشنز

لاہور - کراچی ○ پاکستان

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا

يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُّغْرَقٌ

خُذْ يَدِیْ سَهِّلْ لَّنَا اَشْكَالَنَا

بلغ العلى بكماله
كشف الدجى بجماله
حسنت جميع خصاله
صلوا عليه وآله
١٩٩٠م

ضَمَّ الْإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ اِلٰى اسْمِهٖ

اِذْ قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ اَشْهَدُ

خَشَقَّ لَهٗ مِنْ اسْمِهٖ لِيُجِلَّهٗ

فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهٰذَا مُحَمَّدٌ

ولادتِ باسعادت

واضح ہو کہ اے سچے اور محبّت رکھنے والے ۔ اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم یقین کے نور سے تمھاری تائید فرمائے اور تمھارے قلب کو خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ذکر سے روشن فرمائے ۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم شکمِ مادر میں

جب خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حمل میں تشریف فرما ہوئے تو اس حمل مبارک کی برکت سے انوکھے حالات کا ظہور ہوُا اور نادر واقعات رونما ہوئے جو سیرت کی کتابوں میں مذکور اور احادیث میں وارد ہیں ۔ ہم نے اُن میں سے صرف اُن پر اختصار کیا ہے جن سے حقیقی حالات معلوم ہو سکیں اور احادیث میں سے ہم وہی بیان کریں گے جو کتب احادیث میں مشہور و معروف اسناد سے صحیح ہیں اور یہ توفیق اللہ تبارک و تعالیٰ کی طرف سے ہے ۔

روایت ہے کہ قریش سخت کال اور سخت تنگی میں مبتلا تھے جب حضور خواجۂ کونین علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم حمل میں تشریف فرما ہوئے تو زمین سرسبز ہو گئی اور شجر بار آور ہو گئے اور انہیں ہر جانب سے باریک شاخوں سے پیراستہ کیا گیا تو اس سال جس میں خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے کشادگی اور مسرت کا سال نام طے پایا۔

اور ابن اسحاق کی حدیث میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ عابدہ زاہدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتیں۔ جب خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حمل میں تشریف فرما ہوئے تو میں نیند اور بیداری کی حالت میں تھی کسی آنے والے نے ان سے کہا، اے آمنہ! بلاشبہ تم اس اُمت کے سردار کی حاملہ ہو حالانکہ مجھے خبر بھی نہ تھی کہ میں حاملہ ہوں، اور نہ کوئی گرانی پاتی، اور نہ ویسی رغبت جو حاملہ مستورات کو ہوا کرتی ہے البتہ حیض کے بند ہونے پر پریشان تھی۔

بعض احادیث میں مرفوعًا روایت ہے کہ خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری والدہ محترمہ کو میرا حمل سب عورتوں سے زیادہ ثقیل تھا اور اپنی سہیلیوں سے اس ثقل کا گلہ کرنا شروع کیا تو میری والدہ محترمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ جو اُن کے پیٹ میں ہے وہ نور ہے الی آخر الحدیث۔ اور اسی حدیث میں ہے کہ آپ کی والدہ محترمہ کو اپنے حمل میں ثقل معلوم ہوا۔ اور تمام احادیث میں ہے کہ آپ کی والدہ ماجدہ کو ثقل معلوم ہی نہیں ہُوا۔ حافظ ابو نعیم نے ان دونوں احادیث میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ شروع علوق میں تو ثقل تھا اور حمل کے آخری ایّام میں خفت تھا۔ اور یہ دونوں حالتیں عاداتِ معروفہ کے خلاف تھیں۔

بطنِ اطہر کی کیفیت

ابوزکریا یحییٰ بن عائذ سے روایت ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی والدہ ماجدہ طیبہ طاہرہ زاہدہ عابدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے شکمِ اطہر میں کامل نو مہینے رہے۔ نہ ہی بی بی صاحبہ کو درد، مروڑ اور نہ ریح کی شکایت ہوئی اور نہ ان عوارضات کی جو حاملہ عورتوں کو ہوتی ہے۔ محترمہ فرمایا کرتیں کہ میں نے کوئی حمل اس سے زیادہ ہلکا دیکھا اور نہ ہی اس سے بڑھ کر عظیم اور مبارک۔

آپ کے والد ماجد کا وصال

جب آپ کے حمل کے دو ماہ گزر گئے تو آپ کے والد ماجد حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔ اور ایک قول یہ ہے کہ جب والد ماجد کا وصال ہوا تو اُس وقت گود میں تھے۔ مشہور و معروف پہلی روایت ہے۔ آپ کے والد ماجد کا وصال مدینہ منورہ سے واپس ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ کے راستہ میں ہوا اور مقام ابواء میں دفن ہوئے۔

حمل کے چھ ماہ کی کیفیت

ابن نعیم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرمایا کرتی تھیں کہ کسی آنے والے نے آکر خواب میں اُس وقت مجھ سے کہا جبکہ ابھی حمل کو چھ ماہ ہی گزرے تھے کہ اے آمنہ! آپ کو خیر العالمین کا حمل ہے جب تم وضع

عمل کرد تو ان کا نام مُحمّد رکھنا اور اس بات کو مخفی رکھنا

ایک عجب منظر

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میری وہ حالت ہوئی جو عورتوں کو ہوتی ہے اور اُنہوں نے وہ عجیب و غریب باتیں کیں جو اُنھوں نے مشاہدہ کی تھیں مثلاً اُن طیور کا دیکھنا جن کی چونچیں زمرّد کی اور بازو یاقوت کے تھے اور اُن مردوں اور عورتوں کو ہَوا میں دیکھنا جن کے ہاتھوں میں چاندی کی چھاگل تھی۔

ولادت مبارک کا منظر

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے میری آنکھوں سے تمام حجابات کو دور فرمادیا تو میں نے مشارقِ اَرض اور مغاربِ اَرض کا مشاہدہ فرمایا اور تین جھنڈے نصب شدہ دیکھے:

ایک جھنڈا مغرب میں۔

دوسرا جھنڈا مشرق میں۔

تیسرا جھنڈا بام کعبہ پر۔

پھر مجھے درد زہ ہوا اور خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم عالمِ دنیا میں جلوہ افروز ہو گئے تو میں نے آپ کی طرف نظر کی تو آپ کو سر بسجود پایا۔ درانحالیکہ آپ اپنی انگشتانِ مبارک آسمان کی طرف اُٹھائے ہوئے تھے جیسے کوئی زار و زار روتا ہے۔ پھر میں نے ایک سفید بادل دیکھا کہ آسمان کی جانب سے آیا یہاں تک کہ اُس نے آپ کو ڈھانپ لیا اور آپ مجھ سے غائب ہو گئے۔ اُس

وقت ایک منادی ندا کر رہا تھا کہ آپ کو زمین کے مشرق و مغرب کی سیر کراؤ اور آپ کو سمندروں میں لے جاؤ تاکہ وہ آپ کے نام مبارک، آپ کی صفات، آپ کی صورت کو پہچانیں اور جان لیں کہ آپ کا نام مبارک ماحی ہے۔ اب شرک میں سے کچھ باقی نہیں رہے گا، مگر آپ کے زمانہ میں محو ہو جائے گا۔ پھر سرعت کے ساتھ وہ بادل آپ سے ہٹ گیا۔

مشرق و مغرب کا منور ہونا

محمد بن سعد ایک جماعت کی حدیث میں سے جن میں عطاء اور ابن عباس رضی اللہ عنہم ہیں راوی ہیں کہ حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب آپ مجھ سے جدا ہوئے یعنی آپ نے تولد فرمایا تو آپ کے ساتھ ایسا نور نکلا جس نے مشرق و مغرب کو منور فرما دیا۔ پھر اپنے ہاتھوں کے سہارے زمین پہ آئے۔ پھر ایک مٹھی خاک لی اور اپنا سر مبارک آسمان کی طرف اٹھایا۔

انگشتِ شہادت کی گواہی

طبرانی سے مروی ہے جب آپ زمین پر جلوہ گر ہوئے تو انگشتان بند کیے ہوئے انگشتِ شہادت سے سبحان اللہ پڑھنے والے کی طرح اشارہ کرتے ہوئے جلوہ گر ہوئے۔

فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

امام احمد، بزار، طبرانی، حاکم اور بیہقی نے حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے تخریج کی کہ حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میں اللہ کا بندہ، نبیوں کا ختم کرنے والا تھا جبکہ آدم ابھی اپنے
خمیر میں تھے، اور بہت جلد تمہیں اس کی خبر دوں گا یعنی اپنے باپ
ابراھیم کی دعا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خوشخبری اور اپنی والدماجدہ
کا وہ خواب جو انہوں نے دیکھا اور اسی طرح انبیاء علیہم السلام کی مائیں
دیکھا کرتی ہیں۔"

شام کے محلات کا مشاہدہ کرنا

بے شک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ نے ولادت کے وقت
ایک ایسے نور کا مشاہدہ کیا جس سے شام کے محلات نظر آئے۔

حضرت عباس بن عبد المطلب کا مشاہدہ

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو ابن حبان اور حاکم نے صحیح بتایا ہے
اس کی اور بھی بہت سی اسناد ہیں اور اسی کی طرف حضرت عباس بن عبد المطلب
رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے اپنے شعر میں اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔ شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیے:

"آپ جب پیدا ہوئے تو زمین منور ہو گئی اور آپ کے نور سے آسمان
کے کنارے بھی روشن و تاباں ہو گئے، پس ہم اس نور کی روشنی میں
ہدایت کے راستے پر چلتے ہیں۔"

اور نور کے ساتھ شام کی خصوصیت کی وجہ یہ ہے کہ شام آپ کا دار الملک ہے جیسا
کہ کعب نے بیان کیا کہ پہلی کتابوں میں ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت
مکہ میں اور آپ کی ہجرت مدینہ پاک میں اور آپ کا ملک شام ہے اسی وجہ سے معراج
کی رات آپ کو شام کی طرف بیت المقدس تک لیجایا گیا جیسا کہ آپ سے قبل

حضرت ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام نے شام کی طرف ہجرت فرمائی تھی اور شام ہی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نزول فرمائیں گے اور شام ہی کے علاقہ میں حشر برپا ہوگا۔ حدیث صحیح میں وارد ہے کہ شام لازم کرلو کیونکہ وہ اللہ کو اپنی زمین میں پسندیدہ ہے اور اللہ کے برگزیدہ بندے اسی کو اختیار کرتے ہیں۔

ایک یہودی کی بشارت دینا

خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے عجائبات میں سے یہ ہے جسے بیہقی اور ابو نعیم نے منقول کیا ہے کہ ایک یہودی مکہ مکرمہ میں بغرض تجارت رہتا تھا جب آپ کی ولادت باسعادت کی شب آئی جس میں آپ جلوہ گر ہوئے تو وہ یہودی کہنے لگا اے یہودیوں کی جماعت اُس احمد کا ستارہ منور ہُوا جو اس شب مبارک میں پیدا ہوگا۔

حضرت عائشہ صدیقہ کا فرمان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ ایک یہودی مکہ میں سکونت رکھتا تھا جب وہ شب آئی جس میں آپ جلوہ گر ہوئے تو وہ یہودی کہنے لگا اے گروہِ قریش کیا تم میں کوئی بچہ تولّد ہوا ہے۔ وہ کہنے لگے ہمیں اس کے متعلق کوئی خبر نہیں یہودی نے کہا تلاش کرو کیونکہ اس شب اُس اُمت کا نبی جس کے دونوں کندھوں کے درمیان نشان ہے عالم دنیا میں جلوہ گر ہوا ہے۔ قریش نے دریافت کیا تو پتہ چلا عبداللہ بن عبدالمطلب کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے۔ پھر وہ یہودی اُن کے ہمراہ آپ کی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوا اُنھوں نے یہودی کو آپ کی زیارت سے مشرف فرمادیا۔ جب یہودی نے وہ نشان دیکھا تو غش کھا کر زمین پر گر گیا اور قریش سے کہا:

اے گروہِ قریش! بنی اسرائیل سے نبوت کا خاتمہ ہو گیا۔ قسم بخدا اب تم ہر طرح سے مغلوب ہو جاؤ گے اس کا چرچا مشرق سے مغرب تک پھیل جائے گا۔ اس کو یعقوب بن سفیان نے سندِ حسن کے ساتھ روایت کیا۔

فتح الباری کی روایت

فتح الباری میں روایت ہے کہ آپ کی ولادتِ باسعادت کے عجائبات میں سے یہ بھی روایت ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے اور بحیرۂ طبریہ خشک ہو گیا اور فارس کی وہ آگ جو ایک ہزار سال سے روشن تھی بجھ گئی۔ اسے بہت لوگوں نے روایت کیا ہے۔

یہ بات مشہور ہے کہ چودہ کنگرے گرنے میں یہ اشارہ ہے کہ اس تعداد کے مطابق بادشاہ ہوں گے چنانچہ چار سال کے عرصہ میں دس بادشاہ ہوئے اور باقی خلافت عثمانی تک بادشاہ ہوئے۔ یہ مواہب لدنیہ میں مندرج ہے۔

کچھ اور عجائبات

اس سلسلہ میں یہ بھی ہے کہ آسمان کی محافظت شہاب سے بڑھ کر ہونے لگی اور شیاطین کی کمین گاہیں قطع ہو گئیں اور انھیں پوشیدگی میں باتیں سننے سے منع کر دیا گیا۔

ختنہ شدہ پیدا ہونا

اور یہ کہ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ختنہ شدہ اور ناف بریدہ تولد ہوئے جیسا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کی حدیث میں ابن عساکر سے روایت ہے اور طبرانی نے "اوسط" میں اور ابو نعیم، خطیب اور ابن عساکر نے متعدد اسناد کے ساتھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"میرے رب کی طرف سے مجھے یہ عظمت حاصل ہے کہ میں ختنہ شدہ پیدا ہوا ہوں اور کوئی میری شرم گاہ نہ دیکھ سکا۔"

اس کی تصحیح مختارہ میں بھی ہے۔ حاکم نے "مستدرک" میں کہا متواتر احادیث میں ہے کہ خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم ختنہ شدہ پیدا ہوئے غالباً تواتر حدیث سے ان کی مراد سیرت کی کتابوں میں بہت زیادہ اور معروف ہونا ہو، نہ کہ ائمہ محدثین کی اصطلاح کے مطابق طریقِ سند مراد ہے حالانکہ بعض نے اسے ضعیف کہا ہے اس کی تصریح ابنِ قیم نے کی ہے۔ پھر کہا کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات میں سے نہیں ہے کیونکہ بہت سے لوگ ختنہ شدہ پیدا ہوتے ہیں۔

ابن کلبی کا فرمان

ابن درید کی "وشاح" میں ہے کہ ابنِ کلبی نے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو ختنہ شدہ پیدا کیا گیا اور ان کے بعد بارہ نبی ختنہ شدہ پیدا ہوئے۔ اُن میں سے آخری نبی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

قولِ ضعیف

ایک قول ضعیف یہ ہے کہ آپ کی ختنہ آپ کے دادا عبدالمطلب نے ساتویں روز کی تھی اور اس تقریب میں ضیافت کرکے آپ کا نام مبارک محمد رکھا۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اختلاف ولادت

سالِ ولادت میں اختلاف

حضور پُرنور سید یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے سال میں اختلاف ہے ۔ بہت سے اہل علم نے عام الفیل کہا ہے اور یہی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا قول ہے اور بعض اہلِ علم اس کو متفق علیہ بتلاتے ہیں اور کہتے ہیں جو اس کے خلاف قول ہے وہ وہم ہے لیکن معروف قول یہ ہے کہ آپ عام الفیل کے پچاس روز بعد تشریف لائے اور یہی مذہب سہیلی اور اُن کے گروہ کا ہے ۔اور ایک قول یہ بھی ہے کہ عام الفیل کے پچیس روز بعد تشریف لائے ۔اس کو دمیاطی نے آخرین میں بیان کیا۔

مہینہ اور دن میں اختلاف

اسی طرح تولد شریف کے ماہ میں بھی اختلاف ہے ۔مشہور و معروف ربیع الاول ہی ہے ۔یہی قول علماء جمہور کا ہے اور علامہ ابن جوزی نے اسے متفق علیہ نقل کیا ہے

اسی طرح مہینہ میں سے کون سے روز پیدا ہوئے اس میں بھی اختلاف ہے پس ایک قول یہ ہے کہ کوئی تاریخ مقرر نہیں صرف ایسے ہی ہے کہ ماہ ربیع الاوّل کے کسی پیر کے روز پیدا ہوئے۔

تاریخ کے تعین میں اختلاف

علمائے جمہور کا مذہب یہ ہے کہ تاریخ معین ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ ربیع الاول کی دوسری تاریخ ہے اور ایک یہ کہ آٹھ تاریخ ہے۔ شیخ قطب الدین قسطلانی فرماتے ہیں کہ اکثر محدثین کے نزدیک یہی قول مختار ہے۔ حضرت ابن عباس و جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ یہی قول اکثر لوگوں کے نزدیک مختار ہے جو اس حال کے جاننے والے ہیں اور اسی کو حمیدی اور ان کے شیخ ابن حزم نے اختیار کیا ہے اور اسی پر قضاعی نے "عیون المعارف" میں سیرت لکھنے والوں کا اجماع نقل کیا ہے اور زہری نے محمد بن جبیر ابن مطعم سے یہی روایت کی ہے۔ یہ محمد بن جبیر نسب کے اور ایام عرب کے حالات کا علم رکھنے والے ہیں۔ اور قول یہ ہے کہ دسویں تاریخ ہے اور یہ کہ بارھویں تاریخ ہے اور یہی مشہور و معروف ہے۔

اہلِ مکّہ کا عمل

اسی بارہ تاریخ پر اہل مکہ کا عمل ہے کہ اسی تاریخ کو وہ حضور پُر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں۔

طیبی فرماتے ہیں کہ سب کا اس پر اتفاق ہے کہ آپ بارہ ربیع الاول کو پیر کے روز عالم دنیا میں تشریف لائے۔

پیر کے دن کو فضیلت کیوں ؟

طیبی کے اس اتفاق فرمانے پر ہمیں کلام ہے جیسا کہ ہم نے ابھی ابھی اُوپر بیان کیا اور اس میں بھی اختلاف ہے کہ آپ کس وقت پیدا ہوئے مگر معروف اتنا ہی ہے کہ پیر کے روز پیدا ہوئے۔

حضرت قتادہ انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم سے پیر کے روز روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے ارشاد فرمایا :۔

"پیر کا دن وہ دن ہے جس میں مَیں پیدا ہُوا اور اسی دن اعلان نبوت کیا گیا"

اسے مسلم نے بیان کیا۔ یہ روایت دلالت کرتی ہے کہ آپ دن کے وقت پیدا ہوئے۔

حضرت ابن عباس کا فرمان

مسند میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہے کہ فرمایا :۔

"خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے روز پیدا ہوئے اور پیر کے دن ہی اعلان نبوت فرمایا اور پیر کے روز ہی مکہ مکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب ہجرت فرمائی۔ اور پیر کے روز ہی حجرِ اسود اُٹھایا" انتہٰی

اسی طرح فتح مکہ اور سورۂ مائدہ کا نزول بھی پیر کے روز ہُوا۔

بیشک یہ بھی روایت ہے کہ آپ طلوعِ فجر کے وقت جلوہ گر ہوئے۔

ایک راہب کی خوشخبری

عبداللہ بن عمرو بن عاص فرماتے ہیں کہ مرّ الظہران میں عیص نامی شامی

راہب تھا وہ کہنے لگا کہ اے مکہ والو! تم میں ایک ایسا بچہ پیدا ہوگا جس کا دین تمام عرب قبول کریں گے اور عجم کا مالک ہوگا۔ اس کی ولادت کا یہی زمانہ ہے پس وہ راہب مکہ میں جب کوئی بچہ پیدا ہوتا تو وہ اس کا حال دریافت کرتا۔ جب وہ صبح مبارک ہوئی جس صبح حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پیدا ہوئے تو حضرت عبدالمطلب، عیص کے ہاں پہنچے۔ آپ نے اُسے بلایا پھر اُس نے جھانکا۔ اُس وقت عیص نے آپ سے کہا تم اس بچے کے مربی ہو جاؤ یقیناً تم میں ہی وہ فرزند پیدا ہو گیا ہے جس کی بابت تم سے کہا کرتا تھا کہ پیر کے دن پیدا ہوگا اور پیر ہی کے روز اظہار نبوت فرمائے گا اور پیر ہی کے دن وصال فرمائے گا تب آپ نے کہا کہ میرے یہاں آج رات کی صبح کو بچہ پیدا ہوا ہے۔

راہب نے پوچھا:

"تم نے اس کا نام کیا رکھا"

فرمایا:

"محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

راہب نے کہا:

"اے گھر والو! قسم بخدا! میں یہی آرزو رکھتا تھا کہ یہ بچہ تمھارے ہاں پیدا ہو۔

تین خصلتیں

راہب نے کہا تین خصلتیں ہیں جن سے میں واقف ہوں سو وہ انہی خصلتوں پر پیدا ہوا ہے:

ایک خصلت یہ کہ اس کا ستارہ کل کی رات طلوع ہوا۔

دوسری خصلت یہ کہ وہ آج کے روز تولد فرمائے۔

تیسری خصلت یہ کہ اُس کا نام محمدؐ ہو۔

اس روایت کو ابو جعفر بن ابی شیبہ نے بیان کیا۔ اور ابونعیم نے دلائل النبوۃ میں اس سند کے ساتھ بیان کیا جس میں ضعف ہے۔

طلوع غفر کا بیان

ایک قول یہ ہے کہ آپ کی پیدائش طلوع غفر کے وقت ہوئی۔ غفر چھوٹے چھوٹے تین ستارے ہیں جو چاند کی منزل ہے انبیاء کی پیدائش کا یہی وقت ہے اور اس کے مطابق مہینوں میں سے نیساں تھا، وہ برج محل ہے اور اس مہینہ کی بیسویں تاریخ تھی۔ اور کسی نے کہا رات کو پیدا ہوئے جیسا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث گزر چکی۔

شیخ بدرالدین زرکشی کا بیان

شیخ بدرالدین زرکشی نے کہا کہ حق بات یہی ہے کہ آپ دن کے وقت پیدا ہوئے اور وہ جو ستاروں کے گرنے کی روایت ہے تو اس کی ابن دحیہ نے تضعیف کی ہے کیونکہ یہ تو رات کو ہوتا ہے کہا کہ یہ وجہ بیان کرنا صحیح نہیں کیونکہ زمانہ نبوت میں خوارق ہُوا ہی کرتے ہیں لہذا جائز ہے کہ ستارے دن میں ہی ٹوٹے ہوں۔ انتہی۔

بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ رات کے وقت تو ستارے ٹوٹے ہوں اور اس کی صبح کے وقت آپ کی پیدائش ہوئی ہو اور ان کے اس قول کی نسبت کہ "بوقت ولادت شہاب گرے" اس کے بھی یہی معنی ہوں۔ اس کے بعد اگر ہم یہ کہیں کہ وہ رات جس میں آپ پیدا ہوئے ہیں لیلۃ القدر سے بلاشبہ

افضل ہے اس لیے کہ یہ شب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شب ہے اور لیلۃ القدر آپ کو عطا ہوئی ہے اور جو چیز کہ ذات شریف کے ظہور کے سبب سے مشرف ہو وہ اس چیز سے زیادہ مشرف ہوگی جو ان کو عطا ہونے سے مشرف بنی ہو۔ اور ایک وجہ یہ بھی ہے کہ لیلۃ القدر تو اس لیے مشرف ہے کہ اس شب ملائکہ کا نزول ہوتا ہے اور تولد مبارک کی شب تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کی شرافت ہے اور اس لیے بھی کہ لیلۃ القدر کی فضیلت تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اُمت پر ہے اور شب تولد مبارک کی فضیلت تو ساری کائنات کے لیے ہے کیونکہ آپ کی وہ ذات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے جہان کے لیے رحمت بنایا اور اسی ذات پاک کے صدقہ میں ہی تو زمین و آسمان کی تمام مخلوق پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں عام ہیں۔

رضاعت

ثوبیہ کا دودھ پلانا

حضرت نبی کریم رؤف ورحیم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو ابولہب کافر کی آزاد کی ہوئی لونڈی ثوبیہ نے دودھ پلایا۔ اور ثوبیہ اُس وقت آزاد ہوئی تھی جب اس نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی ابولہب کو مبارک دی تھی۔

مبارک دینے کا ثمرہ

ابولہب کی موت کے بعد کسی نے اُسے خواب میں دیکھا اور پوچھا بتاؤ تمہارا کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا جہنم میں ہوں مگر اتنا ہے کہ ہر پیر کی شب کو مجھ پر کچھ تخفیف ہو جاتی ہے اور دونوں انگلیوں سے کچھ پانی پی لیتا ہوں اور اپنی اُن دونوں انگلیوں کی طرف اشارہ کیا جن کے اشارہ سے ثوبیہ لونڈی کو آپ کی ولادت باسعادت کی خوشی میں آزاد کیا تھا پھر اُس نے دودھ پلایا تھا۔

2 ابنِ جوزی کا فرمان

علامہ ابنِ جوزی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ،

"جبکہ اس نے ابولہب کافر کو جس کی مذمت قرآن میں آئی ہے اس خوشی کا یہ صلہ ملا جو اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا تھا تو اُس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی اُمت میں ہو کر آپ کی تشریف آوری کی خوشی کرتے ہیں اور آپ کی محبت میں جو ہو سکے خرچ کرتے ہیں۔ مجھے اپنی زندگی کی قسم! یقیناً اللہ تعالیٰ کی جانب سے اُس کے لیے یہی جزا ہوگی کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے جنت الفردوس میں داخل فرمائے گا۔

میلاد کی برکات

علامہ ابنِ جوزی فرماتے ہیں کہ،

"ہمیشہ سے ہی مسلمان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ماہِ ولادت باسعادت میں محافل میلاد کرتے ہیں اور طعام وغیرہ پکا کر اس ماہ کی راتوں میں قسم و قسم کے تحائف تقسیم کرتے ہیں اور ان لوگوں پر اس عمل کی برکت سے ہر قسم کی برکات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس محفل میلاد کے خصوصی مجربات میں سے یہ ہے کہ وہ پورا سال امان پاتے ہیں اور حاجت روائی، مقصود برآری کی بڑی بشارت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت زیادہ رحمتیں نازل فرمائے جس نے میلاد مبارک کے دن کو عید بنایا تاکہ جس کے دل میں روگ اور عناد ہے وہ اس میں اور سخت ہے۔

حضرت حلیمہ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم

طبرانی بیہقی اور ابو نعیم وغیرہ نے روایت کی ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں بنی سعد کے ساتھ مکہ گئی چونکہ اس خشک سالی کے زمانہ میں ہم دودھ پلانے کے لیے کسی بچہ کی جستجو میں تھے پس میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر آئی اور میرے ساتھ ایک بچہ تھا اور ہمارے پاس ایک بڑی اونٹنی تھی ہمارا یہ حال تھا کہ نہ تو میں اپنے پستانوں میں اتنا دودھ پاتی تھی کہ اس بچہ کا پیٹ بھر سکوں۔ پھر قسم بخدا ہم میں سے کوئی عورت ایسی نہیں معلوم ہوتی کہ جس کے سامنے آپ کو پیش نہ کیا گیا ہو۔ مگر ان سب نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ یہ تو یتیم ہے۔ پھر قسم بخدا میری ساتھیوں میں سے میرے سوا کوئی عورت باقی نہیں رہی۔ سب ہی کو دودھ پلانے کے لیے بچے مل گئے۔ پھرتے پھراتے جب مجھ کو آپ کے سوا کوئی اور بچہ نہ مل سکا تو میں نے اپنے شوہر سے کہا قسم بخدا میں اس بات کو پسند نہیں کرتی کہ میں اپنی ساتھیوں کے ساتھ خالی واپس چلی جاؤں کہ میرے پاس کوئی دودھ پینے والا بچہ نہ ہو اب میں اُسی یتیم بچہ کو لے جاتی ہوں اور اُسی کو لے لیتی ہوں۔ میں گئی۔ جب میں نے دیکھا تو دودھ سے زیادہ سفید کپڑے میں لپٹے ہوئے تھے اور ان کے بدن سے کستوری جیسی خوشبوئیں آرہی تھیں اور ان کے نیچے سبز حریر کا بستر تھا جس پر لیٹے خواب استراحت کے مزے لے رہے تھے۔ میری محبت نے ان کا حسن وجمال دیکھ کر مناسب نہ سمجھا کہ انھیں نیند سے بیدار کیا جائے۔ آہستہ آہستہ ان کے پاس پہنچی اور دونوں ہاتھ ان کے سینہ پر رکھ دیئے تو آپ نے ہنستے ہوئے تبسّم فرمایا اور اپنی دونوں آنکھیں کھول کر میری طرف نظر فرمائی

اُس وقت آپ کی آنکھوں میں سے ایک نور نکلا یہاں تک کہ اس نے آسمان کے درمیان فضا کو بھر دیا اور میں دیکھتی رہی۔ پھر میں نے آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور آپ کو اپنا داہنا پستان پیش کیا۔ آپ نے جتنا دودھ چاہا پیا۔ میں نے بایاں پستان پیش کیا تو وہ نہ لیا۔ پھر ہمیشہ آپ نے ایسا ہی کیا۔ اہلِ علم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ علم دے دیا تھا کہ دوسرا ساتھی بھی دودھ پینے والا ہے تو اللہ تعالیٰ نے عدل کا الہام فرمایا۔ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ وہ بھی سیر ہو گئے اور ان کا دودھ شریک بھائی بھی شکم سیر ہو گیا۔ اس کے بعد میں نے ان کو لے لیا اور اپنی رہائش گاہ پر لے آئی اور میرا خاوند اُس اُونٹنی کے پاس کھڑا ہُوا کیا دیکھتا ہے کہ وہ دودھ کے بوجھ سے دبی جا رہی ہے تو اُس نے اُسے دوہا۔ پھر خود بھی پیا اور مجھے بھی پلایا یہاں تک کہ ہم سیر ہو گئے اور آرام سے گزر اوقات ہوئی۔

تین مرتبہ سجدہ کرنا

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب لوگ ایک دوسرے سے رخصت ہوئے تو میں بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ سے رخصت ہوئی۔ پھر اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم میرے ہاتھوں میں تھے۔ فرماتی ہیں میں نے گدھی کو دیکھا کہ اس نے کعبہ کی طرف تین مرتبہ سجدہ کیا اور اپنا سر آسمان کی طرف اُٹھایا پھر چلنے لگی یہاں تک کہ لوگوں کی اُن سواریوں سے جو آگے نکل گئی تھیں اُن سے آگے بڑھ گئی اور ساتھی عورتیں حیرانی سے کہتی تھیں اس کی بہت بڑی شان ہے۔ پھر ہم بنی سعد کے گھروں میں پہنچے اور میں نہیں جانتی تھی کہ اللہ کی کوئی زمین اس سے زیادہ

صابونی نے کہا کہ اس حدیث کی سند ضعیف ہے اور متن معجزات میں حسن ہے۔
مناغاۃ اور محادثہ اُسے کہتے ہیں کہ جب محبت وشفقت کے ساتھ ماں اپنے فرزند کو باتیں وغیرہ کر کے بھلائے۔

دُودھ چھڑانے پر کلمات کا ورد کرنا

بیہقی اور ابن عساکر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کی وہ کہتے ہیں کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا بتاتی ہیں کہ جب میں نے آپ کا دودھ چھڑایا تو سب سے پہلے جو کلمہ زبان سے ادا کیا وہ یہ تھا:۔

"اللہ اکبر کبیرا الحمد للہ کثیرا و سبحان اللہ بکرۃ و اَصیلا"

پھر جب آپ کی عمر مبارک کچھ زیادہ ہوئی تو آپ باہر جانے لگے اور بچوں کو کھیلتے ہوئے دیکھتے تو دوسری جانب ہو جاتے۔

بادل کا آپ پر سایہ فگن ہونا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا آپ کو تنہا نہ چھوڑتی تھیں کہ کہیں ان کی غفلت میں آپ دُور تشریف نہ لے جائیں۔ ایک دن آپ اپنی رضاعی بہن شیما کے ہمراہ دوپہر کے وقت مویشی چرانے کے لیے گئے اُسی جانب حضرت حلیمہ آپ کی تلاش کرتی ہوئی پہنچ گئیں یہاں تک کہ آپ کو اپنی رضاعی بہن کے ہمراہ دیکھا۔ اُنہوں نے کہا اتنی گرمی میں باہر تشریف لے آئے تو آپ کی رضاعی بہن نے جواب دیا اَمّی جی میرے بھائی نے گرمی نہیں پائی کیونکہ میں نے دیکھا کہ ایک ابر کا ٹکڑا آپ پر سایہ فگن تھا

جب آپ ٹھہرتے تو وہ بھی ٹھہر جاتا اور جب آپ چلتے تو وہ چلتا یہاں تک کہ اس جگہ آ گئے اور آپ کی نشوونما اس قدر زیادہ تھی کہ دوسرے بچے اتنا نہیں بڑھتے تھے۔

شق صدر

حضرت حلیمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب میں نے آپ کا دودھ چھڑایا تو میں آپ کی والدہ محترمہ کے پاس آپ کو لائی حالانکہ میں اس کی بہت آرزو رکھتی تھی کہ آپ ہمارے پاس کچھ وقت اور رہیں چونکہ ہم نے آپ کی بہت زیادہ برکتیں دیکھی تھیں۔ ہم نے آپ کی والدہ محترمہ کو بار بار کہا کہ ہمیں مکہ کی وبا کا آپ پر اثر ہونے کا اندیشہ ہے۔ ہم برابر یہی کہتے رہے مجبوراً انھوں نے پھر ہمارے ساتھ بھیج دیا اور ہم آپ کو گھر لے کر واپس آ گئے۔ قسم بخدا واپس آنے کے دو تین ماہ بعد کا واقعہ ہے کہ آپ رضاعی بہن کے ساتھ ہمارے گھروں کے پیچھے مویشی چراتے تھے اچانک آپ کا رضاعی بھائی دوڑتا ہوا آیا اور کہا کہ میرے اس بھائی کے پاس دو سفید پوش مرد آئے اور پھر شق صدر کا واقعہ ذکر کیا۔ چنانچہ ہم اس واقعہ سے ہراساں ہو کر کہ کہیں آپ کی والدہ کو اس کی خبر نہ ہو جائے آپ کو آپ کی والدہ ماجدہ کی جانب لے چلے اور اُن سے تمام قصہ بیان کیا۔ آپ کی والدہ نے فرمایا کیا تم اس سے ہراساں ہو کہ آپ پر شیطانی اثرات ہیں قسم بخدا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ شیطانی اثرات آپ پر غالب نہیں آ سکتے بیشک میرے بیٹے کی عجیب و غریب شان ہے۔

والدہ کے ہمراہ اقربا سے میل ملاپ

جب خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم چار سال کو پہنچے۔ ایک روایت میں پانچ

سال، ایک روایت میں چھ سال، سات اور نو سال کی روایات ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ بارہ سال ایک مہینہ دس دن کے تھے، تو ابواء کے مقام پر آپ کی والدہ ماجدہ کا وصال ہوا اور یہ بھی روایت ہے کہ حجون میں وصال فرمایا۔

قاموس میں ہے کہ دارِ نابغہ جو مکّہ میں ہے وہاں آپ کی والدہ ماجدہ دفن ہیں۔

ابن سعد نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے بیان کیا کہ جب آپ چھ برس کے ہوئے تو آپ کی والدہ ماجدہ آپ کو لے کر ماموں وغیرہ قبیلہ بنی عدی بن نجار سے ملنے مدینہ طیبہ گئیں۔ اُن سے مل کر پھر مکہ مکرمہ واپس آ گئیں تو مقامِ ابواء میں اُنھوں نے وصال فرمایا۔

والدہ ماجدہ کا دوبارہ زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا

روایت ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا وصال کے بعد آپ پر ایمان لائیں۔

طبرانی نے سند کے ساتھ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسلام نے حجون کے مقام پر جس قدر اللہ تعالیٰ کو منظور تھا قیام فرمایا ازاں بعد نہایت مسرت سے مراجعت فرمائی۔ فرمایا میں نے اپنے رب تعالیٰ سے عرض کیا تو اس نے میری والدہ کو دوبارہ زندہ کیا اور وہ مجھ پر ایمان لائیں پھر وصال فرما گئیں۔ اور ابو حفص بن شاہین نے اپنی کتاب "ناسخ و منسوخ" میں ایسا ہی بیان کیا۔

والدین کا زندہ ہو کر ایمان قبول کرنا

اسی طرح یہ بھی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے احادیث روایت ہیں کہ آپ کے والدین زندہ کیے گئے اور پھر وہ آپ پر ایمان لائے۔

اس کو سہیلی نے اور ایسے ہی خطیب نے بیان کیا۔
سہیلی کہتے ہیں کہ اس روایت کی سند میں کچھ مجہول الحال راوی ہیں اور ابن کثیر نے کہا کہ یہ حدیث سخت منکر ہے اور کل سند مجہول ہے اور بعض اہل علم یہ یقین رکھتے ہیں کہ آپ کے والدین ناجی ہیں جہنمی نہیں ہیں اور آپ کے والدین شریفین کے سلسلہ میں کلام طویل ہے اور اس باب میں زیادہ احتیاط، سکوت ہے اور حافظ شمس الدین بن ناصر الدین دمشقی نے کیا خوب کہا ہے ؎

ترجمہ شعر

"اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت عظمت و فضیلت سے نوازا ہے کہ آپ کے والدین کو زندہ کیا تاکہ آپ پر ایمان لائیں، یہ خاص فضل ہے، پس سلام عرض کر دکیونکہ ذات قدیم اس پر قادر ہے۔"

اگرچہ اس کی روایت ضعیف سند ہے۔ بیشک علماء کرام نے آپ کے والدین کے ایمان لانے کے استدلال میں بہت لمبی گفتگو کی ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ انھیں ان کے اس نیک مقصد کا ثواب و جنت عطا فرمائے۔

خبردار! آپ کے والدین کریمین کی برائیاں بیان کرنے سے ڈرتے رہو بچتے رہو کیونکہ یہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ایذاء کا سبب ہے اس لیے یہ بات عرف میں جاری ہے کہ جب کسی کے والدین کی تنقیص کی جاتی ہے یا کسی عیب کو بیان کیا جاتا ہے تو اس گفتگو سے اس کے بیٹے کو ایذا ہوتی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"زندوں کو تکلیف نہ پہنچاؤ اُن کے فوت شدگان کو بُرا کہہ کر۔"

علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بہت سے رسائل اس موضوع پر تحریر فرمائے ہیں ان کا مطالعہ کیجئے۔

آپ کے کفیل کون؟

ازاں بعد آپ کے دادا حضرت عبد المطلب نے آپ کی کفالت کی۔ جب وہ بھی ایک سو بیس سال یا ایک سو چالیس سال کی عمر میں وصال فرما گئے تو ابو طالب نے جن کا نام عبدِ مناف تھا حسبِ وصیّت عبد المطلب کفالت کی کیونکہ یہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مہربان بھائی تھے۔

قحط سے نجات کا سبب

ابن عساکر نے حضرت حلیمہ سے اُنھوں نے عرفطہ سے روایت کی کہا کہ جب میں مکّہ واپس آیا تو ان کو قحط میں مبتلا دیکھا تو قریش نے ابو طالب سے کہا قحط کے نشان ظاہر ہو گئے اور ہر گھر میں قحط پڑ گیا تو آیئے بارش کے لیے دعا کیجیے۔ چنانچہ ابو طالب نکلے اور اُن کے ساتھ ایک بچہ تھا کہتے ہیں کہ وہ آفتاب کی طرح تھا جو زیرِ ابر تھا اور اُس پر سے ابھی بادل ہٹا ہے اور اُن کے اِرد گرد اور بچے بھی تھے ابو طالب نے اس بچہ کو لیا اور اُس کی پشت کعبہ سے لگا دی اور اُس بچہ نے اپنی اُنگلی کا اشارہ کیا حالانکہ اُس وقت آسمان پر کوئی بادل کا ٹکڑا نہ تھا یکایک اِدھر اُدھر سے بادل اُمڈ آئے اور بارش ہوئی اور پرنالے بہہ نکلے۔ اُس وقت جناب ابو طالب نے کہا ؎

ترجمہ

"سفید رنگ والا کہ اُن کے چہرہ سے بادل سیرابی حاصل کرتا ہے وہ یتیموں کا فریاد رس اور فاقہ کشوں کی جائے پناہ ہے۔"

ثمال ثا کے زبر سے بمعنی جائے پناہ اور فریاد رسی، کسی نے اس کے معنی

سخت بھوک میں کھانا کھلانے والے کیے ہیں۔

"ارامل" مسکین مرد و عورت کو کہتے ہیں لیکن "اسا امل" عورتوں کے ساتھ خاص اور بکثرت مستعمل ہے، اس کا واحد ارامل اور ارامِلۃ ہے۔ یہ شعر جناب ابو طالب کے قصیدہ میں سے ہے۔ اس کو ابن اسحٰق نے طویل ذکر کیا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کفالت اور حمایت مشہور ہے۔

ابن التین نے کہا کہ ابو طالب کا یہ شعر دلالت کرتا ہے کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے ہی آپ کے نبوّت کے معترف تھے کیونکہ بحیرہ راہب وغیرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سے مطلع کر دیا تھا۔ ازاں بعد حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے بیان کیا ہے کہ ابو طالب نے یہ شعر آپ کی بعثت کے بعد کہا ہے اور جناب ابو طالب کا آپ کی نبوت کا معترف ہونا تو کثرت سے احادیث میں آیا ہے۔ بعض روافض نے ان خبروں سے یہ حجت لی ہے کہ وہ مسلمان تھے اور یہ کہ وہ اسلام پر فوت ہوئے اور حشویہ کہتے ہیں کہ وہ کافر ہی مرے۔ اپنے اس دعوے پر ایسے ہی استدلال لاتے ہیں جس سے یہ ثابت ہی نہیں ہوتا، انتہیٰ۔

جناب ابو طالب کے ایمان کی تحقیق

اسی طرح مواہب لدنیہ میں روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی وفات کے موقع پر اُن سے فرمایا اے چچا! پڑھیے لا الہ الا اللہ یہ کلمہ اسلام ہے تاکہ بروز حشر تمہاری شفاعت مجھ پر حلال ہو۔ پس جب ابو طالب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ تمنا دیکھی تو آپ سے کہا قسم بخدا اے میرے بھتیجے اگر مجھے قریش کے اس طعنہ کا ڈر نہ ہوتا کہ وہ کہیں گے کہ موت کے خوف سے کلمہ پڑھ

لیا تو میں کہہ لیتا۔ مگر کلمہ نہیں کہتا مگر تمھاری خوشی کی خاطر۔ جب وقتِ مرگ قریب آیا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اپنے کان اس سے لگا دیئے اور کہا اے میرے بھتیجے قسم بخدا میرے بھائی نے وہ کلمہ پڑھا جس کا آپ نے انھیں حکم فرمایا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے تو سنا نہیں۔

اسی طرح ابن اسحٰق کی روایت میں ہے کہ وفات کے وقت جناب ابوطالب نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ جواب دیا گیا کہ یہ اُس صحیح روایت کے مخالف ہے کہ وہ عبدالمطلب کی ملت پر فوت ہوئے۔ اس بارے میں کلام بہت طویل ہے اللہ ہی حق کہلواتا اور ہدایت کا راستہ دکھاتا ہے۔

شجر وحجر کا سجدہ کرنا

جب خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بارہ سال کے ہوئے تو اپنے چچا جناب ابوطالب کے ہمراہ شام کے سفر پر روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب بصرہ پہنچے تو آپ کو بحیرہ راہب نے جس کا نام جرجیس تھا دیکھا تو اُس نے آپ کی علامات سے پہچان لیا۔ پھر اُس نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر کہا کہ یہ سیدالعالمین (سارے جہان کا سردار) ہیں۔ آپ کو اللہ تعالیٰ تمام جہانوں کے لیے رحمت بنا کر مبعوث فرمائے گا۔ کسی نے جرجیس سے پوچھا تمھیں یہ کیسے پتہ چلا۔ جرجیس نے کہا جب تم آپ کو عقبہ پرلے کر چڑھے تھے تو کوئی درخت اور پتھر ایسا نہ تھا جس نے آپ کو سجدہ نہ کیا ہو اور درخت و پتھر صرف نبی کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں اور میں تو آپ کو اُس مہر نبوت سے جو کندھوں کی نرم ہڈی کے پیچھے سیب کے مانند ہے پہچانتا ہوں اور ہم نے اپنی کتب میں یہ لکھا ہوا پایا ہے۔

حضرت خدیجہ سے نکاح

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پچیس برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور وہ زمانہ جاہلیت میں طاہرہ کے نام سے پکاری جاتی تھیں اور بوقت نکاح حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عمر چالیس برس کی تھی۔ اور بیس اُونٹ مقدار مہر مقرر ہوئی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور قبیلہ مضر کے امراء بھی نکاح میں شامل تھے۔ جناب ابو طالب نے خطبہ نکاح پڑھا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی تمام خوبیوں کا مالک ہے جس نے ہمیں ذریت سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور سیدنا اسمٰعیل علیہ السلام کی اولاد اور معد کی نسل اور مضر کے خاندان میں بنایا اور ہمیں اپنے گھر کا محافظ اور خدمت گار بنایا جو ہمارے لیے حج کرنے کا مقام ہے اور وہ امن و حرمت والی جگہ ہے اور ہم کو لوگوں پر حاکم کیا اور اس کے بعد یہ میرے بھتیجے محمد ابن عبداللہ کوئی شخص بھی اس کے پائے کا نہیں مگر یہ اُس پر غالب آجائیں اگرچہ مالی لحاظ سے کم ہیں لیکن مال تو زائل ہونے والا سایہ اور امر حائل ہے اور محمد جس کی قرابت سے تم اچھی طرح واقف ہو آپ نے حضرت خدیجہ بنت خویلد کو نکاح کا پیغام دیا اور آپ کے مہر معجل و موجل کے بدلے میں میرے اتنے مال میں سے اتنا ادا کیا جائے۔ قسم بخدا اس کے بعد آپ کے لیے بناءِ عظیم اور حشمتِ رفیع ہے۔

اور جب آپ کی عمر چالیس برس ہوئی اور ایک قول کے مطابق چالیس دن یا دس دن یا دو مہینے اُوپر ہوئے تو بروز پیر ۱۷ رمضان المبارک یا ۲۴ تاریخ اور ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ پیر کے دن ۸ ربیع الاول سنہ ۴۱ حادثہ فیل کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو رحمۃ للعالمین اور تمام جن و انس کی طرف رسول بنایا اور آپ کے مرتبہ کو بلند فرمایا۔ آپ کے ذکر کو بلند فرمایا۔ اس کے بعد آپ مکہ مکرمہ میں تیرہ برس

مقیم رہے۔ پھر آپ کو مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کا حکم ہُوا وہاں آپ دس سال رہے آپ نے اللہ کے راستے میں جہاد کیا اور مخلوق کو اسلام کی دعوت دی اور تمام جہان کو ایمان و یقین کے نور سے منور فرمایا چونکہ آپ کی بعثت کی حکمت ہی یہ تھی کہ مخلوق کو ہدایت ہو اور عمدہ اخلاق کے پیکر بن جائیں اور دین اسلام کی بنیادیں کامل ہو جائیں۔ جب یہ تمام باتیں حاصل ہو گئیں اور تمام مقصد حل ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی طرف علییین میں اُٹھا لیا اور اللہ تعالیٰ نے ۶۳ برس کی عمر میں ظاہر زندگی کی تکمیل فرمادی۔ وصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وعلیٰ آلہ وصحبہ واتباعہ واحزابہ اجمعین۔

وصال النبیؐ

وصال مبارک سے پہلے خبر دینا

حضور پُرنور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک سے پہلے ایک مہینہ جو واقعات رونما ہوئے وہ مندرجہ ذیل ہیں :۔

حضرت ابنِ مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ایک ماہ پہلے ہی آپ نے اپنے وصال مبارک کی خبر دے دی تھی ۔ جب جُدائی کا وقت قریب ہُوا تو اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں ہم اکٹھے ہوئے تو آپ نے باآواز بلند فرمایا ۔ تمھیں مرحبا ہو ۔ اور تمھیں اللہ تعالیٰ سلامتی کے ساتھ زندہ رکھے اور تمھیں اپنی رحمت میں محفوظ رکھے اور نیک حال بنائے ، رزق مرحمت فرمائے بلندی و رفعت سے نوازے اور تمہارا ہادی بنے اور اپنی پناہ میں رکھے ۔ میں تمھیں اللہ تعالیٰ کے خوف کی وصیت کرتا ہوں اور یہی میری وصیت ہے اور یہی تم پر خلیفہ ۔ اور میں تم کو ڈراتا ہوں کہ میں تمھارے لیے واضح طور پر

ڈرانے والا ہوں کہ تم اللہ تعالیٰ پر اُس کی عبادت میں اور اس کے شہروں میں اپنی بڑائی نہ کرنا۔ بیشک میرے اور تمھارے حق میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یہ آخرت کا گھر ہم اُن لوگوں کے لیے بنائیں گے جو زمین میں بڑائی اور فساد برپا نہیں کرتے اور آخرت کی بھلائی اہلِ تقویٰ کے لیے ہے۔ اور فرمایا کیا جہنم متکبروں کا ٹھکانا نہیں۔ ہم نے عرض کیا، یارسول اللہ! آپ کی ظاہری زندگی کی مدت میعاد کب تک ہے؟ ارشاد فرمایا جدائی کے وقت اللہ تعالیٰ کی طرف اور جنت الماویٰ، سدرۃ المنتہیٰ اور رفیقِ اعلیٰ کی طرف پلٹنے والا ہوں اور چھونکتے پیالوں حوض اور پسندیدہ عیش کی طرف بازگشت ہے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ! آپ کو غسل کون دے؟ فرمایا میرے زیادہ سے زیادہ قریبی مرد۔ عرض کیا یارسول اللہ کون سے کپڑے میں کفن دیا جائے۔ فرمایا اگر تم چاہو تو میرے انہی کپڑوں میں یا مصر کے کپڑوں میں یا یمانی چادروں میں۔ ہم نے عرض کیا آپ کی نماز جنازہ کون پڑھائے اور ہم رو پڑے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر بھی گریہ طاری ہو گیا۔ پھر فرمایا صبر کرو اللہ تعالیٰ تم پر رحم فرمائے اور اللہ تعالیٰ تمھارے نبی کی طرف سے بہتر جزا دے۔ اور جب تم مجھے غسل دے کر کفن مکمل کر چکو تو مجھے میرے اس تخت پر جو میری قبر کے کنارے جو میرے اسی مکان میں ہے رکھ کر ایک گھڑی باہر چلے جانا کیونکہ سب سے پہلے میرے دوست جبریل پھر اسرافیل پھر عزرائیل اپنے ملائکہ کی جماعت کے ساتھ مجھ پر درود پڑھیں گے پھر تم سب گروہ در گروہ ہو کر آنا اور مجھ پر درود و سلام پڑھنا۔ خبردار نوحہ و ماتم اور فضول رسم ادا کر کے مجھے تکلیف نہ پہنچانا اور چاہیئے کہ درود و سلام کی ابتدار میرے گھر والے مرد پھر عورتیں پھر تم کرنا پھر اُن پر سلام کہنا جو میرے صحابہ میں سے اس وقت موجود نہ ہوں۔ اور ان پر سلام کہنا جو میرے دین پر آج

کے روز سے حشر تک برقرار رہیں گے ۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ۔ آپ کو آپ کی قبر مبارک میں کون اُتارے ۔ فرمایا میری اصل ملائکہ سمیت جو بہت زیادہ ہوں گے وہ تمھیں اس طرح دیکھتے ہوں گے کہ تم انھیں نہیں دیکھ سکو گے ۔

وحی کا اختتام

انوار التنزیل اور مدارک میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سب سے آخری آیت جو جبریل لے کر آئے وہ یہ ہے وَاتَّقُوْا یَوْمًا الآیہ یعنی ڈرو اُس دن سے جس دن میں تم اللہ تعالیٰ کی جانب لوٹائے جاؤ گے پھر ہر ایک نفس کو جو اُس نے کمایا پورا پورا دیا جائے گا اور وہ ظلم نہیں کیے جائیں گے ۔

اور فرمایا کہ اس آیت کو سورۂ بقرہ دو سو اسّی آیت کے ساتھ ملا دو ۔ اس کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اکیس دن یا اکیاسی دن ۔ اور ایک روایت میں ہے کہ تین گھنٹے دُنیا میں رونق افروز رہے ۔ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے رو کر فرمایا کہ وحی کا انجام وعید پر ہُوا ۔

ابتدائے مرض پر تحقیق

حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض کی ابتداد کا حال اس طرح نقل ہے کہ صفر کے مہینہ کی اٹھائیس تاریخ بروز چہارشنبہ جبکہ آپ حضرت میمونہ کے گھر تشریف فرما تھے ۔ دردِ سر سے مرض شروع ہوا ۔ بعض نے کہا اُنتیس ۲۹ صفر اور بعض نے ابتداد ماہ ربیع الاول کہا ۔

اور کتاب الوفا میں ہے کہ صفر کی بیس ۲۰ تاریخ کو مرض کی ابتداد ہوئی اور آپ

نے بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔
اور رزین نے ابن حاتم سے نقل کیا کہ ماہ ربیع الاول سنہ ۱۱ھ کو آپ کا وصال ہوا اور حضرت میمونہ کے گھر میں مرض شروع ہوا۔ اور ایک یہ قول ہے کہ حضرت زینب بنت جحش کے گھر میں اور بعض نے حضرت ریحانہ کے گھر میں مرض کی ابتدا لکھی ہے۔
اور خطابی نے بیان کیا کہ آپ کے مرض کی ابتدا پیر کے دن ہوئی۔ اور ایک قول ہفتہ اور ایک چہارشنبہ کا ہے اسے حاکم قول کہا ہے۔ اور کتاب روضہ میں دو قول روایت ہیں اور مدتِ مرض میں اختلاف ہے کہا گیا کہ چودہ دن ہیں اور بعض نے بارہ دن کہا۔ اسی پر اکثریت ہے۔ ایک قول دس دن کا بھی ہے اس پر سلیمان نے جزم کیا۔ اس کا بھی اُنھوں نے جزم کیا، حالانکہ وہ ثقہ ہیں کہ آپ کے مرض کی ابتدا بروز ہفتہ بائیس صفر کو ہوئی اور پیر کے دن دو ربیع الاول کو وصال ہُوا۔
کتاب الاکتفار میں ہے کہ جب حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حجۃ الوداع سے واپس تشریف لائے تو مدینہ منورہ میں بقیہ ماہ ذی الحجہ اور محرم و صفر میں قیام فرمایا اور لوگوں کو تنبیہہ فرماتے رہے اور اُسامہ بن زید کو شام کی طرف روانہ فرمایا اور انھیں حکم دیا کہ سرزمین فلسطین میں سے ملقار اور روم کے حدود کو پائمال کر دیں۔ پھر لوگوں کو سامانِ جنگ دیا اور مہاجرین اولین کو اُسامہ کے ساتھ جمع کر دیا۔ یہ آخری لشکر تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تو لوگ روانگی کی تیاری ہی میں تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو وہ مرض لاحق ہو گیا جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے ارادہ کے موافق اپنی رحمت و کرامت میں ماہ صفر کے آخر یا ماہِ ربیع الاول میں رُوح قبض فرمائی سو اس کی اول ابتداء جیسا کہ مذکور ہوا یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام درمیانی رات میں

بقیع الغرقد کی طرف تشریف لے گئے، ان کے لیے مغفرت چاہی پھر اپنے گھر واپس آئے، پھر جب صبح ہوئی تو اُسی روز درد شروع ہوا ابو مویہبہ آپ کے غلام کا بیان ہے کہ آپ نے رات کو مجھے بُلا کر فرمایا اے ابو مویہبہ! مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس بقیع والوں کی مغفرت کے لیے دُعا کردں، تو میرے ساتھ چلو، پس میں آپ کے ساتھ چلا گیا۔ پھر جب وہاں آپ کھڑے ہوئے تو فرمایا السلام علیکم یا اھل القبور۔ تم پر تمہاری صبح خوشگوار ہو بہ نسبت اور لوگوں کی صبح کے کہ انھیں اندھیری رات کے ٹکڑوں کی طرح حادثات اور فتنوں کا گھیراؤ ہو۔ کیونکہ پچھلا اگلے کے ساتھ ہے۔ پھر میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:۔

"اے مویہبہ! بیشک مجھے دنیا کے خزانوں کی چابیاں دی گئی ہیں کہ میں اس میں ہمیشہ رہوں۔ اس کے بعد جنّت اور مجھ کو دنیا کے اور اپنے رب سے ملاقات کے درمیان اختیار ملا کہ جسے چاہوں قبول کروں۔"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! آپ دنیا کے خزانوں کی کنجی لے کر ہمیشہ رہیئے پھر جنت۔

آپ نے فرمایا:۔

"نہیں! قسم بخدا! اے ابو مویہبہ میں نے اپنے رب کی لقاء اور جنّت کو پسند فرمایا ہے۔"

پھر آپ نے اہل بقیع کے لیے مغفرت کی دُعا کی پھر واپس آ گئے۔ اس کے بعد آپ کو وہ مرض شروع ہو گیا جس سے آپ اپنے رفیق اعلیٰ سے جا ملے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم جب بقیع سے واپس تشریف لائے تو آپ نے مجھ کو دردِ سر میں بےچین

پایا، اور میں کہہ رہی تھی، ہائے سر! تب آپ نے فرمایا، بلکہ میں خدا کی قسم "ہائے سر" اُم المومنین فرماتی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ہم مزاح کی باتوں سے یوں ہی تسلی دیتے رہے۔

پھر فرمایا:

"تمہارا کیا نقصان ہے اگر تم مجھ سے پہلے وصال کر جاؤ تو اُس وقت میں ذمہ دار ہوں گا کہ تمھیں کفن دوں اور تمہاری نماز جنازہ پڑھ کر دفن کروں"

اُم المومنین نے بارگاہِ نبوی میں عرض کیا:

"یا رسول اللہ! قسم بخدا! کہتے ہیں میں آپ پر بھاری ہوں کہ آپ نے یہ سب کچھ کیا"

ازاں بعد آپ نے میرے گھر کی طرف مراجعت فرمائی۔ اور اُسی روز آپ نے کسی بیوی کے ساتھ آخر وقت میں شب باشی کی۔ پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا۔ ازاں بعد آپ کے مرض نے شدّت اختیار کی۔ حالانکہ آپ اپنی بیویوں پر دَورہ فرمایا کرتے تھے۔

جب حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر مرض بہت تیز ہو گیا تو آپ نے اپنی سب بیویوں کو بلایا اور اُن سے اجازت چاہی کہ وہ میرے گھر میں تیمارداری کرائیں۔ سو اُن سب نے اجازت دے دی۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے اہل میں سے دو مردوں کے سہارے، ایک اُن دونوں میں سے فضل بن عباس اور ایک کوئی دوسرا، اس حالت میں تشریف لائے کہ آپ کی پیشانی پر پٹی بندھی ہوئی تھی اور دونوں قدم مبارک سے لکیر کھینچتی آ رہی تھی۔ یہاں تک کہ میرے گھر تشریف لے آئے۔

حضرت ابن عباس کی روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ وہ دوسرا شخص حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ تھے۔ پھر آپ کی تکلیف زیادہ بڑھ گئی اور درد تیز تر ہو گیا۔

ایک روایت میں وا راساہ (ہائے میرا سر) کے بعد یہ ہے کہ آپ تشریف لے گئے۔ پھر تھوڑی ہی دیر بعد لوگ آپ کو چادر میں لپیٹے اٹھا کر میرے گھر لے آئے پھر اس کے بعد تمام بیویوں کو بلوایا اور فرمایا:

"میں علیل ہو گیا ہوں اب اتنی طاقت نہیں رہی کہ میں باری باری تم میں دورہ کر سکوں لہذا تم سب اجازت دے دو کہ میں عائشہؓ کے گھر رہوں"

پھر میں نے آپ کو وضو کرایا حالانکہ میں نے کسی کو آپ سے پہلے وضو نہیں کرایا۔

ایک اور روایت میں یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم بار بار اپنی علالت کے دوران دریافت کیا کرتے:

"میں کل کہاں ہوں گا؟"

آپ کی مراد اس سے عائشہ رضی اللہ عنہا کا دن تھا۔ تب آپ کی بیویوں نے یہ اجازت دے دی کہ جہاں حضور چاہیں رہیں۔ چنانچہ آپ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر قیام فرمایا اور انہی کے یہاں آپ کا وصال ہوا۔

اور ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چادر مبارک لپیٹے اپنی بیویوں کے یہاں تشریف لے جایا کرتے درانحالیکہ آپ علیل تھے

اور اُن کی باری اس طرح پوری فرمایا کرتے ۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ جب مرض نے شدّت اختیار کی اور آپ اپنی باری پوری فرماتے رہے، تو وہ سب بیویاں حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر جمع ہو کر آئیں ۔ جب اُنہوں نے آپ کا یہ حال دیکھا تو سب گھر والوں کی یہی رائے ہوئی کہ لدود کی دوا پلائیں کیونکہ سب کو یہ خوف دامن گیر تھا کہ آپ کو ذات الجنب ہو گیا ہے تو اُنہوں نے وہ دوا پلائی ۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم اپنی کوکھ پکڑ لیا کرتے تھے ۔ ایک دن میں نے بھی کوکھ پکڑ لی ۔ اس وقت آپ پر اتنی شدید بیہوشی طاری ہوئی کہ ہم نے خیال کیا کہ وصال فرما گئے تو ہم نے لدود پلایا۔ پھر خود بخود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو افاقہ ہو گیا، اور ہم وہ لدود پلا چکے تھے تو آپ نے فرمایا :

”میرے ساتھ یہ کس نے حرکت کی ہے ؟“

تو وہ سب ڈر گئیں اور اُنہوں نے حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بہانہ کیا اور سب نے جو اس وقت گھر میں تھے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سبب ٹھہرایا ، حالانکہ اس میں اُن کی قطعاً رائے نہ تھی تو اُن سب نے کہا آپ کے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے یہ ہوا تھا، کیونکہ ہمیں خوف تھا کہ شاید آپ کو ذات الجنب ہو گیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ ذات الجنب تو شیطان سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کو مجھ پر تسلط نہیں دیا ہے اور نہ یہ کہ شیطان چوکے لگائے اور لیکن یہ حرکت عورتوں کی ہے لہٰذا سب کو ہی لدود پلایا جائے سوائے میرے چچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ، میرا حکم ان کو شامل نہیں ہے چنانچہ سب کو لدود پلائی گئی اور حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کو بھی پلایا گیا حالانکہ وہ

روزہ سے تھیں مگر آپ کا ارشادگرامی یہی تھا۔ پھر آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے گھر کی طرف اُن کی باری کے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سہارے چلے اور حضرت فضل رضی اللہ عنہ آپ کی پشت مبارک کو سہارا دیئے ہوئے تھے اور آپ کے دونوں قدم خط کھینچتے جا رہے تھے یہاں تک کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے یہاں تشریف لے آئے، پھر اُنہی کے پاس رہے کیونکہ مرض کی سختی کی وجہ سے اُن کے گھر سے کسی اور جگہ جانے کی طاقت نہ تھی۔ جب مرض نے تیزی اختیار کی تو آپ کا حال بیماروں جیسا ہو گیا اور آپ بستر پہ کروٹیں بدلنے لگے۔ یہ بیان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کا ہے۔ پھر فرماتی ہیں کہ میں نے آپ سے عرض کیا کہ اگر ہم میں سے کوئی ایسا کرتا تو آپ اُس پہ غصہ فرماتے۔ آپ نے یہ سن کر فرمایا:

"بلاشبہ اہل ایمان پر سختی ہوا کرتی ہے لیکن جب کسی مومن کو کوئی کانٹا چبھے یا اس سے زیادہ تکلیف پہنچے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے میں مومن کا درجہ بلند فرماتا اور اس کے گناہ کو مٹا دیتا ہے۔"

پھر فرماتی ہیں کہ:

"میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ اس پر مرض کی شدت ہوئی ہو۔"

روایت ہے کہ کسی کا ہاتھ آپ کے جسم مبارک پر بخار کی حرارت کی تیزی کی وجہ سے نہیں ٹھہر سکتا تھا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"کسی نبی نے اتنی تکالیف نہیں اُٹھائیں جتنی مجھ پر تکلیف کی تیزی ہے، اس قدر ہمارا ثواب بھی بہت زیادہ ہے۔"

بخار کی شدت کی کیفیت

حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ میں خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ کو بخار کی انتہائی شدت میں پایا۔

میں نے عرض کیا:

"یارسول اللہ! آپ کو بڑی تیزی سے بخار ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"ہاں! مجھے اس قدر بخار ہے جس قدر تم سے دو آدمیوں کو ہوتا ہے۔"

میں نے عرض کیا:

"کیا یہ اس لیے کہ آپ کو دوگنا اجر ہو۔"

آپ نے فرمایا:

"ہاں اس کی وجہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کو ایک کانٹے کی بھی تکلیف پہنچے یا اس سے زیادہ کی تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے گناہوں کا کفارہ بنا دیتا ہے جس طرح درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔"

امام بخاری نے اسے بیان کیا۔

حضرت عائشہ کی روایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے اُنہوں نے فرمایا کہ:

"جب آپ کے مرض نے تیزی پکڑی تو آپ نے فرمایا مجھ پر سات

مشکیزے جن کے منہ کھلے نہ ہوں بہا دو، شاید کہ مجھے راحت ہو
اور لوگوں سے گفتگو کروں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے تانبے کے لگن میں ہم نے آپ کو بٹھایا اور آپ پر پانی بہایا یہاں تک کہ ہمیں فرمایا بس اب نہلا چکیں۔ پھر تشریف لے گئے اور اس دن کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔

فرمایا

"اللہ تعالیٰ ہی کے لیے حمد و ثناء ہے۔ اُن شہداء کے لیے جو غزوۂ اُحد میں شہید ہوئے تھے۔"

بخشش کے لیے دُعا کی۔

عظمتِ صدیق اکبر

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مرض کی کل مدت بارہ روز تھی اور بعض کے نزدیک اٹھارہ یوم ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دوران علالت فرمایا:

"یہ تمام دروازے مسجد میں آنے جانے کے بند کر دو بجز ابوبکر کے دروازہ کے، کیونکہ صحابہ کرام میں ماسوا ابوبکر کے میں احسان کرنے والا کسی کو نہیں جانتا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ:

"اس مسجد میں کھلنے والی ہر کھڑکی کو میری طرف سے بند کر دو ماسوا ابوبکر کی کھڑکی کے۔"

حضرت ابوبکرؓ کے اَجر کی کیفیت

حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ نبوی میں حاضر ہو کر عرض کیا۔

"یا رسول اللہ! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ کی خدمت کروں اور ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر رہوں؟"

آپ نے فرمایا:

"اے ابوبکر اگر اپنی ازواج، صاحبزادیوں اور دیگر گھر والوں سے اپنے علاج کی خدمت نہ لوں تو ان پر میری طرف سے سخت مصیبت ہو جائے گی۔ اے ابوبکر تمھارا اَجر تو اللہ تعالیٰ کے ذمّہ ہو چکا۔

خطبہ

انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ آپ نے اپنے مرض کے دوران لوگوں کو خطبہ دیا کہ:

"اللہ ربّ العزت تبارک و تعالیٰ نے اپنے ایک بندے کو اختیار دیا کہ یا تو وہ دنیا لے لے یا اس کو جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تو اس بندے نے اس کو اختیار کیا جو اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔"

یہ سُن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رونے لگے۔ ہم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے رونے سے تعجب کیا کیونکہ آپ نے تو یہی خبر دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی بندے کو یہ اختیار دیا ہے حالانکہ وہ بندۂ مختار رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم تھے اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہم سب سے بڑھ کر فہم و فراست کے مالک تھے۔
اور یہ بھی روایت ہے کہ آپ نے اپنے مرض میں چالیس غلام آزاد کیے تھے۔

دُعاؤں کی کیفیت

مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ہر بیماری میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے صحت و عافیت کی دُعا مانگی لیکن اس مرض میں جس میں آپ نے وصال فرمایا صحت و شفاء کی دُعا نہ مانگی بلکہ اپنی جان پر شدّت فرمائی اور فرمایا:
"اے نفس تیرا عجب حال ہے کہ تو ہر وقت پناہ مانگتا ہے"

حضرت زہرا کے رونے اور ہنسنے کی کیفیّت

انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے:
"حضرت فاطمہ زہراہ رضی اللہ عنہا کے کان میں کوئی بات کہی تو وہ رونے لگیں، ازاں بعد پھر کان میں کچھ بات کہی تو وہ ہنسنے لگیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا کہ میں نے جناب زہراء سے اس بات کا انکشاف چاہا تو اُنھوں نے جواب دیا کہ میں ایسی نہیں کہ ابا حضور کے راز کو کھول دُوں۔ یہاں تک کہ جب آپ نے وصال فرمایا تو میں نے اُن سے دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ ابا حضور نے میرے کان میں فرمایا تھا کہ جبرئیل ہر سال قرآن کریم کا مجھ سے ایک دفعہ دور کیا کرتے تھے لیکن اس سال دو دفعہ دَور کیا اور میں خیال کرتا ہوں کہ اب میرا وقت پورا ہو چکا ہے اور یقیناً

میرے گھر والوں میں سے تم سب سے پہلے مجھے ملنے والی ہو اور
میں کتنا اچھا تمھارا پیش رو ہوں تو اس وجہ سے میں رونے لگی

پھر فرمایا:۔
"کیا تم اس سے خوش نہیں ہو کہ تم اس اُمت کی تمام عورتوں کی
سردار ہو"
یا یہ فرمایا کہ:۔
"تم تمام مسلم عورتوں کی سردار ہو"
اس وجہ سے میں ہنس پڑی۔

حضرت ابوبکر کیلئے نماز پڑھانے کی تاکید

اور انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم پوری مدتِ علالت میں لوگوں کو نماز پڑھاتے رہے صرف تین دن امامت نہ فرمائی۔ ایک قول میں سترہ نمازیں ہیں۔ چنانچہ جب اس پہلی نماز کے لیے اذان ہوئی جس میں آپ نے امامت نہ فرمائی وہ عشار کی نماز تھی

آپ نے فرمایا:۔
"ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"

امام زہری کی روایت

زہری سے روایت ہے کہ خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عبداللہ
بن زمعہ سے فرمایا:۔
"لوگوں سے کہہ دو کہ وہ نماز پڑھ لیں"

سو عبداللہ بن زمعہ باہر آئے، اُس وقت حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ مل گئے، اُن سے کہا کہ:۔

"لوگوں کو نماز پڑھا دیجئے"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانی شروع کی چونکہ اُن کی آواز بلند تھی نماز میں اُن کی آواز اور بلند ہو گئی۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سن کر فرمایا:۔

"کیا یہ عمر کی آواز ہے"

عرض کیا:۔

"ہاں یا رسول اللہ"

آپ نے فرمایا:۔

"ابوبکر کے غیر کو امام بنانے سے اللہ اور مومنین انکاری ہیں چاہیئے کہ ابوبکر لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"

ایسے ہی منتقی میں بھی مذکور ہے۔

شرح مواقف کی عبارت

شرح مواقف میں ہے کہ:۔

"حضور نبی پاک صاحب لولاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے زمانہ علالت میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے نماز کے لیے اذان دی تو آپ نے عبداللہ بن زمعہ سے فرمایا جاؤ اور ابوبکر سے کہو کہ نماز پڑھائیں۔ جب وہ باہر آئے تو دروازہ پر حضرت عمر اور ایک جماعت کو پایا مگر ان میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ موجود نہیں تھے تو کہا اے عمر! لوگوں کو نماز پڑھایئے۔ جب

اُنھوں نے تکبیر کہی چونکہ آپ کی آواز بلند تھی تو سرکارِ دوعالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اُن کی آواز سنی، فرمایا اللہ اور مسلمان منع کرتے ہیں ابو بکر ہی نماز پڑھائیں۔ تین مرتبہ فرمایا۔ راوی کہتا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن زمعہ سے فرمایا کہ تم نے یہ کتنا بُرا کیا میں تو یہ سمجھا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ نے تمھیں میرے لیے حکم دیا ہے۔ کہا نہیں قسم بخدا مجھے یہ نہیں فرمایا کہ کسے کہوں۔

ایک اور تحقیق

روایت ہے کہ:۔

"حضرت بلال رضی اللہ عنہ اذان دے کر دروازہ پر کھڑے ہو گئے اور کہا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ۔ آپ پر رحمتِ خداوندی ہو۔ فرمایا ابو بکر سے کہو نماز پڑھائیں۔ چنانچہ بلال اپنا سر پکڑے ہوئے نکلے اور فریاد کر رہے تھے، ہائے فریاد! میری اُمید ٹوٹ گئی اور میری کمر ٹوٹ گئی۔ کاش میری ماں مجھے نہ جنتی اور جب اُس نے مجھے جنا تو میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حال نہ دیکھتا۔ مسجد میں گئے اور کہا اے ابو بکر بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کے لیے فرمایا ہے کہ آپ آگے بڑھیں۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مسجد خالی دیکھی چونکہ آپ نرم دل تھے برداشت نہ کر سکے غش کھا کر زمین پر گر گئے تب مسلمانوں نے آہ و فغاں کی۔ آپ نے جب یہ شور سُنا تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے عرض کیا ابا حضور آپ کے بغیر مسلمان آہ و فغاں کر رہے ہیں۔ تو اس وقت حضرت علی

اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو بلایا اُن کے سہارے مسجد میں تشریف لائے اور نماز پڑھی۔ پھر فرمایا اے مسلمانوں کی جماعت تم اللہ کی رخصت اور اُس کی امان میں ہو اور اللہ تعالیٰ کی پرہیز گاری اُس کی حفاظت اور اطاعت تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اب میں اس جہان فانی کو ترک کرنے والا ہوں۔"

حضرت عائشہ صدیقہ کی روایت

حضرت اُم المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ:

"جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مرض شدید ہو گیا تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نماز کی اطلاع کرنے آئے تو آپ نے فرمایا:

ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"

میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! حضرت ابوبکر ایک کمزور دل مرد ہیں۔ جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو لوگوں کو آواز تک نہ سُنا سکیں گے۔ پس آپ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو حکم فرمائیں تو بہت بہتر ہے۔ پھر آپ نے فرمایا:

ابوبکر سے کہو کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔"

حضرت عائشہ فرماتی ہیں:

میں نے پھر حفصہ سے کہا کہ تم یہ بات کہو۔ تب آپ سے حفصہ نے عرض کیا کہ ابوبکر کمزور دل مرد ہیں جب وہ آپ کی جگہ کھڑے ہوں گے تو آواز تک لوگوں کو نہ سُنا سکیں گے پس اگر آپ حضرت عمر

کے یے فرمائیں تو زیادہ بہتر ہے یہ سن کر آپ نے فرمایا تم حضرت یوسف
کی ساتھی عورتوں کی طرح ہو۔
"ابوبکر سے کہو کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"

ایک اور روایت

راوی کا قول ہے کہ ہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے عرض کر دیا جب انھوں نے نماز شروع کر دی تو آپ نے افاقہ محسوس کیا تو آپ دو آدمیوں کے سہارے اس طرح کھڑے ہوئے کہ آپ کے پاؤں مبارک زمین پر رگڑتے جاتے تھے یہاں تک کہ مسجد میں تشریف لے آئے۔ جب ابوبکر صدیق نے آپ کے پائے اقدس کی آواز سنی تو پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تب آپ نے ابوبکر کو اشارہ فرمایا کہ تم ایسے ہی کھڑے رہو تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لاکر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بائیں طرف بیٹھ گئے پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کو بیٹھ کر نماز پڑھائی اس طرح پر کہ حضرت ابوبکر کھڑے ہوئے وہ آپ کے مقتدی تھے اور لوگ حضرت ابوبکر صدیق کے مقتدی تھے۔

سیرت ابن ہشام کی روایت

سیرت ابنِ ہشام میں ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کاشانۂ اقدس سے باہر تشریف لائے تو لوگ ہٹنے لگے یہ دیکھ کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی سمجھے کہ لوگوں نے یہ کشادگی آپ کے لیے کی ہے۔ حضرت ابوبکر اپنی جگہ سے پیچھے ہٹنے لگے تو آپ نے اُن کی پیٹھ پر اشارہ کیا اور فرمایا نماز جاری رکھو اور آپ اُن کے پہلو میں بیٹھ گئے اور اُن کی داہنی طرف بیٹھ کر نماز پڑھائی۔

جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں آپ کو اللہ کی نعمت و فضل سے اب صحت مند دیکھتا ہوں جیسا کہ ہم چاہتے ہیں آج کا دن بنتِ خارجہ کا ہے اجازت ہو تو وہاں چلا جاؤں۔ فرمایا ہاں! ازاں بعد آپ کاشانۂ اقدس میں تشریف لے گئے اور حضرت ابو بکر اپنے گھر مقام سخ میں چلے گئے۔

یہ روایات ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں کہ حضرت ابو بکر امام تھے۔

حضرت ابو بکر کی اقتداء میں نماز ادا کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ:۔

"حضور نبی غیب دان صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اُمت میں سے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی ماسوا حضرت ابو بکر صدیق کے۔"

ایک رکعت اور اقتداء میں ادا کرنا

ایک سفر میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پیچھے ایک رکعت ادا فرمائی۔

ابو سلمہ بن عبد الرحمٰن بن عوف سے روایت ہے اُنہوں نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی معیت میں ایک غزوہ میں شریک تھے اُس وقت آپ قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اتنے میں نماز شروع ہو گئی، لوگوں نے عبد الرحمٰن کو مصلیٰ امامت پر کھڑا کر دیا۔ جب آپ تشریف لائے تو ایک رکعت پڑھی جا چکی تھی اُس وقت آپ نے لوگوں کے ساتھ اُن کے پیچھے

نماز پڑھی اور جو رہ گئی تھی اُسے پورا کیا اور فرمایا۔

”کسی نبی نے اُس وقت تک وصال نہ فرمایا جب تک کہ اپنی اُمت میں سے کسی نیک آدمی کے پیچھے نماز نہ پڑھی ہو۔“

اسی طرح صفوہ میں مذکور ہے۔

مغیرہ بن شعبہ کی روایت

مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ تبوک میں گئے تو مغیرہ نے کہا کہ آپ فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لیے تشریف لے گئے اور میں آپ کے ساتھ پانی کا برتن لیے ہوئے تھا جب واپس تشریف لائے تو میں نے آپ کے ہاتھ مبارک پر برتن سے پانی ڈالا، آپ نے اپنے منہ دھوئے اُس وقت آپ صوف کا جُبّہ زیب تن فرمائے ہوئے تھے۔ آپ اپنے دونوں ہاتھ جُبّہ سے نکالنے لگے جبہ کی آستین تنگ تھی اس لیے آپ نے دونوں ہاتھ جبہ کے نیچے سے نہ نکالے اور جبہ کو اپنے کاندھوں پر ڈال لیا۔ پھر دونوں کہنیاں دھوئیں اور آپ نے عمامہ اور پیشانی پر مسح کیا۔ پھر میں آپ کے موزے اُتارنے کے لیے جھکا تو فرمایا جانے دو میں نے وضو کر کے موزے پہنے ہیں، ان موزوں پر مسح کیا۔

مغیرہ کی دوسری روایت

ایک روایت میں مغیرہ سے مروی ہے کہ میں نے کہا یارسول اللہ! غالباً آپ فراموش فرما گئے۔ فرمایا نہیں تم بھولتے ہو مجھے میرے رب نے یہی حکم دیا ہے اس روایت کو ابوداؤد اور دارمی نے اسی معنی میں روایت کیا۔

مغیرہ کہتے ہیں کہ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا جب مسلمانوں کی جماعت میں آئے تو نماز شروع ہو چکی تھی اور عبدالرحمٰن بن عوف نماز پڑھا رہے تھے۔ آپ نے ان کے ساتھ ایک رکوع کیا پھر جب نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تشریف آوری کا انھیں علم ہوا تو پیچھے ہٹنے لگے۔ آپ نے ان کی جانب اشارہ کیا پس آپ نے ان کے ہمراہ دو میں سے ایک رکعت پڑھی اور پھر کھڑے ہو گئے، میں بھی ان کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور چھوڑی ہوئی رکعت کو پورا کیا۔ اسے مسلم نے بھی روایت کیا جو کہ مشکوٰۃ میں مذکور ہے۔

تیسری تحقیق

رافع بن عمرو بن عبید سے روایت ہے انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا وہ کہتے ہیں کہ:

"جب حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم باہر تشریف لانے سے معذور ہوئے تو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں فرمایا کہ وہ آپ کے قائم مقام ہو کر نماز پڑھائیں۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا کہ آپ اُس وقت تشریف لاتے جب کہ حضرت ابو بکر صدیق نماز شروع کر چکے ہوتے اور آپ اُن کے پیچھے نماز ادا فرماتے اُن کے سوا آپ نے کسی کے پیچھے نماز نہیں پڑھی۔ البتہ ایک رکعت سفر میں عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے ادا کی ہے۔"

حضرت علی المرتضیٰ کی تصدیق

"اُسد الغابہ" میں حضرت حسن بصری سے روایت ہے۔ اُنھوں نے حضرت

علی المرتضیٰ سے روایت کیا کہ حضرت شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"حضور نبی اکرم رسول معظم شفیع معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو آگے بڑھایا انہوں نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور اُس وقت بالکل تندرست تھا اور وہاں موجود تھا غائب نہ تھا۔ اگر آپ مجھ کو آگے بڑھانا چاہتے تو مجھے امام بنا دیتے۔ ہر طرح سے ہم نے اپنے دنیاوی معاملات میں بھی انھیں پہ رضامندی کا اظہار کیا جن سے اللہ اور اس کا رسول ہمارے دینی کاموں میں راضی تھے۔

ابوبکر کے لیے تحریر لکھا جانا

انہی واقعات میں سے یہ ایک واقعہ بھی ہے کہ بروز جمعرات آپ کے مرض نے شدت اختیار کی تو ارادہ فرمایا کہ ایک تحریر لکھ دی جائے چنانچہ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما سے آپ نے فرمایا۔

"ایک ہڈی یا تختی لاؤ کہ میں ابوبکر کے لیے ایک تحریر لکھ دوں تاکہ ان پر اختلاف نہ ہو"

جب عبدالرحمٰن کھڑے ہونے لگے تو فرمایا۔

"اللہ اور مسلمان منع کرتے ہیں کہ ابوبکر کوئی تم سے اختلاف کرے۔"

حضرت ابن عباس کی روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے وصال مبارک کا وقت قریب آیا تو اس وقت درِ والا میں بہت سے لوگ جمع تھے جن میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی تھے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"کیا میں تم کو ایسا نوشتہ لکھ دُوں کہ عالمِ دنیا سے میرے تشریف لے جانے کے بعد پھر تم گمراہ نہ ہو۔"

اُس وقت حضرت عمر بن خطّاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اس وقت چونکہ مرض کی تیزی ہے تمہارے پاس تو قرآن ہے ہمیں صرف کتاب اللہ ہی کافی ہے۔ پس اہل بیت اختلاف کر کے آپس میں جھگڑ پڑے کسی نے کہا کاغذ پیش کر دو تاکہ آپ نوشتہ تحریر کرا دیں تاکہ پھر تم گمراہ نہ ہو اور کسی نے وہ کہا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا تھا۔ جب اختلاف بڑھا اور آوازیں بلند ہوئیں تو آپ نے فرمایا۔

"میرے قریب سے چلے جاؤ۔"

اس کے بعد حضرت ابنِ عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرمایا کرتے تھے کہ۔

"ایک سے ایک نئی مصیبت حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام اور تحریر نوشتہ میں حائل ہو گئی ان کے اختلاف کے بموجب اور شور و غوغا کرنے کے باعث۔"

سات دینار کا اثاثہ

حیاتِ ظاہری کے آخری لمحات کے واقعات میں سے یہ بھی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس صرف سات دینار تھے وصال مبارک تک وہ بھی خرچ ہو گئے۔

سہل بن سعد سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے پاس صرف سات دینار تھے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے قبضہ میں تھے

جب آپ عیس ہوئے تو فرمایا :۔

"اے عائشہ دیناروں کو لاؤ"

پھر آپ پر غشی طاری ہوگئی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کی دیکھ بھال میں مشغول ہوگئیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تین بار فرمایا اور ہر بار اس کے بعد آپ پر غشی طاری ہوگئی اور وہ خدمت میں مشغول ہوگئیں۔

اس کے بعد ان دیناروں کو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیج دیا کہ وہ انھیں خیرات کردیں۔

پھر بروز پیر حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے وصال مبارک کی تیاری میں مشغول ہوگئے اُس وقت حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے کسی کے پاس گھر کا چراغ بھیجا اور کہا کہ اپنے پاس سے چراغ میں ہمارے لیے تیل ڈال دیں کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال مبارک کی تیاری میں ہیں۔

حضرت عائشہ کی گود میں

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اُس وقت فرمایا جبکہ وہ آپ کو اپنی گود میں لیے تھیں :۔

"اے عائشہ تم نے اُن دیناروں کا کیا کیا"

عرض کیا :۔

"یارسول اللہ وہ میرے پاس ہیں"

آپ نے فرمایا :۔

"اُنھیں خرچ کر دو"

ازاں بعد غشی طاری ہوگئی۔ اُس وقت آپ اُنہی کی گود میں تھے۔ پھر جب فاقہ ہوا تو پوچھا کہ:

"کیا اُن دیناروں کو خرچ کر دیا"

عرض کیا:

"نہیں"

تو آپ نے انہیں منگایا اور اپنی ہتھیلی پر رکھ کر فرمایا:

"محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) یہ تمنا رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اس وقت تک نہ ملے جب تک کہ یہ مال زر پاس ہو"

پھر وہ سب خیرات کر دیئے اور اُسی روز آپ نے وصال فرمایا۔

انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ بوقت وصال آپ کو اختیار ملا۔

اختیارات کا حصول

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتی ہیں کہ میں سنا کرتی تھی کہ

"کوئی نبی وفات نہیں پاتا جب تک کہ اُسے دنیا و آخرت میں اختیار ملے"

سو میں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے آخری مرض میں یہ فرماتے سنا کہ:

"الٰہی اُن لوگوں کے ساتھ جن پر تو نے انعام کیا"

یعنی انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین، اور وہ کتنا اچھا رفیق ہے۔

میں خیال کرتی ہوں کہ اُس وقت آپ کو اختیار ملا۔

ایک روایت میں ہے کہ فرمایا:

"جنت میں رفیق اعلیٰ کے ساتھ یعنی اُن لوگوں کے ساتھ جن پر اللہ نے انعام فرمایا وہ انبیاء اور صدیقین اور شہداء اور صالحین ہیں یہ بہت اچھے ساتھی ہیں۔"

مسواک کا استعمال

اور انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ آپ نے اپنے وصال سے پہلے مسواک فرمائی۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ آپ فرماتی ہیں کہ:۔

"مجھ پر اللہ تعالیٰ کی خاص نعمت تھی کہ آپ نے میرے حجرہ میں میری باری کے روز اور میری گود اور سینہ پر وصال فرمایا۔"

ایک اور روایت

ایک روایت میں ہے کہ میری ٹھوڑی اور گردن پر اور یہ اللہ کی نعمت ہے کہ بوقت وصال مبارک میرا اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا لعاب دہن جمع فرما دیا تھا اور یہ کہ میرے پاس عبدالرحمٰن بن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما آئے اور اُن کے ہاتھ میں مسواک تھی اور میں آپ کو گود میں لیے تھی میں نے آپ کو دیکھا کہ آپ مسواک کی طرف نظر فرما رہے ہیں۔ میں سمجھ گئی کہ آپ مسواک چاہتے ہیں، میں نے بارگاہِ نبوی میں عرض کی یا رسول اللہ مسواک پیش کی جائے۔ آپ نے سر اقدس ہلاتے ہوئے کہا:۔

"ہاں، چاہیئے۔"

پیش کردی مگر وہ آپ کو سخت معلوم ہوئی۔
میں نے عرض کیا:
"میں اسے نرم کردوں"
آپ نے اپنے سر اقدس کے اشارہ سے فرمایا:
"ہاں"
میں نے اُسے نرم کر دیا پھر اُسے لے کر مسواک کی۔ اور یہ کہ آپ کے سامنے ایک پانی کا برتن تھا آپ اُس میں اپنا دستِ اقدس ڈالتے پھر اپنے چہرۂ انور پر پھیرتے اور فرماتے لا الٰہ الا اللہ وصال کے وقت سختی ہوتی ہے۔ پھر آپ نے ہاتھ کھڑے کیے اور کہنا شروع کیا:
الرفیق الاعلیٰ
یہاں تک کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا اور ہاتھ مبارک بستر پر آ گئے۔

سر اقدس حضرت علی کی گود میں

حاکم اور ابن سعد نے بہت سی اسناد سے بیان کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس حال میں وصال فرمایا کہ آپ کا سر مبارک حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں تھا۔
حاکم کی تمام اسناد حافظ ابن حجر کے قول کے موافق شبہ سے خالی نہیں ہیں اس لیے اس کی طرف متوجہ ہونے کی ضرورت نہیں۔
اور انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیر کے روز صبح کی نماز کے وقت پردہ اُٹھایا تاکہ ملاحظہ فرمائیں کہ لوگ صبح کی نماز پڑھ رہے ہیں۔

وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نماز پڑھایا کرتے تھے جب سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس علالت میں ہوئے جس میں وصال فرمایا حتیٰ کہ پیر کے روز لوگ نماز میں صفیں باندھے کھڑے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرے کا پردہ اُٹھا کر کھڑے ہوئے ہمیں ملاحظہ فرما رہے تھے آپ کا چہرۂ انور گویا مصحف کا ورق تھا، پھر تبسّم فرمایا ہم نے قصد کیا کہ اس خوشی میں ہم اپنی نماز توڑ کر جمالِ جہاں آرا کا دیدار کریں۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے تاکہ صف میں مل جائیں۔ انھیں خیال ہوا کہ شاید حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نماز کے لیے تشریف لا رہے ہیں۔ اُس وقت آپ نے ہماری جانب اشارہ کیا کہ اپنی نماز پوری کرو اور پردہ چھوڑ دیا۔ اُسی دن آپ کا وصال ہوا۔

صحابہ کرام کا قیاس

حضرت ابن عباس اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی علالت کے زمانہ میں آپ کے پاس سے باہر آئے اُس وقت ایک شخص نے دریافت کیا اے ابوالحسن! آج صبح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا کیا حال رہا۔ فرمایا:

"بہت اچھا حال رہا"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت علی سے فرمایا تم تین دن کے بعد بے سہارا ہو جاؤ گے۔ پھر الگ ہو کر فرمایا، میرا خیال ہے اور میں خوب

جانتا ہوں کہ بوقت عبدالمطلب کی اولاد کے بشرے کیسے ہوتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بیماری سے صحت یاب نہ ہوں گے اب تم ہمارے ساتھ چلو تاکہ ہم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے معلوم کریں۔ اگر یہ امارت ہماری طرف ہے تو ہم اس کو معلوم کر لیں اور اگر نہیں ہے تو ہم اپنے حق میں اچھی وصیت کرالیں۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے کہا،

"دیکھو اگر ہم حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس گئے اور آپ نے ہمیں امارت عطا نہ فرمائی تو کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ لوگ اس کو ہمیں دے دیں گے۔ قسم بخدا! میں اسے کسی قیمت میں بھی دریافت نہ کروں گا۔"

جبریل کا مزاج پرسی کرنا

انہی واقعات میں سے یہ ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام وصال النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے پہلے تین دن بلاناغہ حاضر ہوکر آپ کی مزاج پرسی کرتے رہے کہ اب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مزاج کیسا ہے ان کا آنا ہفتہ اتوار اور پیر کے دن تھا اور پیر کے ہی روز عزرائیل نے حاضری کی اجازت چاہی۔

اللہ کا سلام

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلام فرماتا ہے اور آپ کا مزاج دریافت کرتا ہے۔

آپ نے فرمایا۔

"اے اللہ کے امین، میں خود کو علیل پاتا ہوں۔"

اور بعض روایات میں ہے کہ:

"اے جبریل امین خود کو غمزدہ اور تکلیف میں پاتا ہوں۔"

پھر دوسرے روز جبریل نے حاضر ہو کر عرض کیا:

"یا رسول اللہ، اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کا مزاج دریافت کرتا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اے اللہ کے امین، میں خود کو دردمند پاتا ہوں۔"

پھر تیسرے روز جبریل عزرائیل کے ساتھ آئے اور عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور آپ کا مزاج دریافت کرتا ہے۔"

آپ نے فرمایا:

"اے اللہ کے امین، میں خود کو دردمند پاتا ہوں یہ تمہارے ساتھ کون ہے۔"

عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یہ عزرائیل ہیں۔"

پھر جبریل نے کہا:

"دنیا میں میرا یہ آخری وقت ہے اور آپ کا بھی آخری وقت ہے آپ کے بعد اولادِ آدم میں کسی مرنے والے کے پاس ہرگز نہ آؤں گا اور آپ کے بعد زمین پر نہ آؤں گا۔"

اُس وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر موت کی شدت معلوم ہوتی اور آپ

کے پاس پانی کا پیالہ تھا جب بھی شدت محسوس ہوتی تو اُس میں سے پانی لے کر اپنے چہرۂ اقدس پر مَل لیتے اور فرماتے :۔

"الٰہی سکراتِ موت پر میری مدد کرنا"

زہریلا لقمہ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ علالت میں فرمایا کرتے کہ :۔

" یہ خیبر کا زہریلا لقمہ ہمیشہ ستاتا رہا ہے چنانچہ اَب بھی رگِ گردن منقطع ہوتی معلوم ہو رہی ہے"

نبوت سے سرفرازی

ابن اسحٰق نے بیان کیا کہ :۔

" تمام مسلمانوں کا خیال ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم شہید ہوئے ہیں باوجود اُس خاص بزرگی کے جو اللہ تعالیٰ نے نبوت سے سرفراز فرمایا"

شفاء شریف میں بھی یہ روایت ہے۔

اللہ سے پناہ طلب کرنا

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم ان کلمات کے ساتھ اللہ کی پناہ لیتے تھے :۔

"الٰہی ! تو اس تکلیف کو دُور کر کے شفاء عطا فرما، تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفاء کے بغیر کوئی شفاء نہیں ہے، ایسی شفاء مرحمت فرما کہ بیماری کو نہ چھوڑے"

آخری کلمات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب اپنی آخری علالت میں ضعیف ہو گئے تو میں نے آپ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر ملنا شروع کیا اور وہی کلمات پڑھنے لگی تب آپ نے ہاتھ مبارک مجھ سے چھوڑ کر کہا :

"الٰہی ! مجھے ڈھانپ لے اور رفیق اعلیٰ سے ملا دے"

اور یہ آپ کا وہ آخری کلام ہے جسے میں نے آپ کے کلام میں سے سنا۔ یہ صحیحین سے منقول ہے۔

پہلا اور آخری کلمہ

سہیلی کہتے ہیں کہ میں نے واقدی کی کسی کتاب میں دیکھا کہ پہلا کلمہ جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبکہ آپ حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے یہاں رضیع تھے یہ فرمایا :

اللہ اکبر

اور آپ کا آخری کلام :

الرفیق الاعلیٰ

ہے۔

مواہب لدنیہ کی عبارت

حاکم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث سے یہ بیان کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جو آخری کلمہ فرمایا ہے یہ ہے:۔

جلال ربی الرفیع

میرے رب کا جلال برتر ہے۔

اسی طرح مواہب لدنیہ میں ہے۔

دو دین

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، فرماتی ہیں کہ:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا آخری عہد یہ تھا کہ جزیرۂ عرب میں دو دین نہ ہوں"

وصایا

حضرت اُمّ سلمٰی رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی علالت کے زمانہ میں اکثر یہ وصیت فرمایا کرتے تھے کہ:۔

"نماز کی حفاظت کرو اور باندی و غلام کے حقوق کو ملحوظ رکھو۔ یہاں تک سینہ میں آواز بھرّائی اور زبان نے یاری نہ کی"

اسی طرح الاکتفاء میں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت کے وقت وصیت فرمائی

کہ نماز کی حفاظت کرو، باندی اور غلام کے حقوق کو ملحوظ رکھو یہانتک کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینہ میں آواز بھرا گئی اور زبانِ اقدس نے ساتھ چھوڑ دیا۔

عزرائیل کا اجازت طلب کرنا

روایت ہے کہ عزرائیل نے اجازت مانگی اور آپ کی خدمت میں اُس وقت جبریل موجود تھے، اُس وقت جبریل نے عرض کیا:

"یا احمد! یہ عزرائیل آپ سے اذن کا خواستگار ہے، اس نے آپ سے پہلے کسی آدمی سے اجازت نہیں مانگی اور نہ ہی آپ کے بعد پھر کسی آدمی سے اجازت طلب کرے گا۔"

آپ نے فرمایا:

"اسے آنے دو۔"

چنانچہ عزرائیل نے سامنے ہو کر عرض کیا:

"یارسول اللہ، یا احمد، اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے آپ کی بارگاہ میں بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کے ہر حکم کی تعمیل کروں اگر آپ اپنی رُوح قبض کرنے کی اجازت دیں تو قبض کر دوں اور اگر منع فرمائیں تو نہ قبض کر دوں۔"

آپ نے فرمایا:

"اے عزرائیل! کیا تم ایسا کرو گے۔"

عرض کیا:

"یارسول اللہ مجھے ایسے ہی حکم ہوا ہے کہ میں آپ اطاعت و فرمانبرداری

بجا لاؤں، جس طرح آپ فرمائیں۔"

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! اللہ آپ کا مشتاق ہے۔"

تب آپ نے فرمایا:

"اے عزرائیل وہ کچھ کیجئے جس کا تمھیں حکم ملا ہے۔"

جبریل علیہ السلام نے عرض کیا:

"یا رسول اللہ! یہ زمین پر آمد میری آخری ہے دنیا میں میرا مقصد آپ ہی تھے۔"

پس حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا۔

حضرت عائشہ کی روایت

اکتفاء میں ہے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:

"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے میری باری کے روز میرے سینہ اور گود میں وصال فرمایا۔ اس امر میں کسی پر ظلم نہیں کیا گیا اس کے بعد یہ میرا بھولا پن اور کم عمری ہے جب آپ میری گود میں تھے تو آپ نے وصال فرمایا اور میں نے آپ کا سر مبارک آپ کے تکیہ پر رکھ دیا اور عورتوں کے ساتھ آہ و زاری میں شریک ہو گئی اور منہ کو پیٹنا شروع کیا۔"

اہل تعزیت کی آمد

جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا تو ایسے تعزیت کرنے والے آئے جن کی آواز تو آہستہ سنا دیتی تھی مگر وہ نظر نہیں آتے تھے چنانچہ کسی شخص کی

آواز آئی:۔

"السلام علیکم یا اہل بیت، تم پر رحمت باری تعالیٰ ہو اور برکتیں ہوں۔ ہر ایک نفس نے موت کا ذائقہ چکھنا ہے یقیناً تمھارا اجر بروز حشر پورا ملے گا۔ بیشک اللہ کی طرف سے ہر ایک مصیبت کی تعزیت ہے اور ہر ایک وصال کرنے والے کا بدلہ ہے اور ہر جانے والے کا صلہ ہے تو اللہ ہی پر بھروسہ کرو اور اسی سے آس لگائے رکھو۔ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہے جو ثواب نہ حاصل کر سکا۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ"۔

یہ کلمات سن کر حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا نے کہا۔

"کیا تم جانتی ہو یہ صاحب تعزیت کون ہے، یہ تعزیت کرنے والے حضرت خضر علیہ السلام ہیں"۔

اسی طرح دلائل النبوۃ اور مشکواۃ میں مروی ہے۔

حضرت انس کی روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:۔

"جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا تو صحابہ کرام آپ کے گرد ہو کر جدائی میں آہ وزاری کر رہے تھے اس وقت ایک ایسا شخص آیا جس کی زلفیں کندھوں تک تھیں اور تہبند و چادر کا لباس تھا اور وہ صحابہ کے مجمع کو چیرتا ہوا اندر آیا یہانتک کہ گھر کی چوکھٹ کو پکڑ کر آنسو بہانے لگا پھر صحابہ کرام کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا بیشک اللہ تعالیٰ کی ہی طرف سے ہر ایک مصیبت کی تعزیت ہے اور ہر

وصال کرنے والے کا بدلہ۔ الی آخر الحدیث۔ اس کے بعد وہ شخص چلا گیا۔حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا اُس شخص کو میرے پاس لاؤ۔ لوگوں نے ہر طرف دیکھا مگر کسی کو بھی وہ نظر نہ پڑا تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا شاید کہ یہ حضرت خضر علیہ السلام تھے جو تعزیت کے لیے آئے تھے۔"

اسے ابن ابی الدنیا نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی حدیث سے روایت کر کے بحث کی ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے اسے کتاب الام' میں بیان کیا لیکن اس میں حضرت خضر علیہ السلام کا ذکر نہیں ہے۔ ایسے ہی مواہب لدنیہ میں ہے۔

آپ کی عمر مبارک

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی عمر مبارک کے بیان میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر چالیس برس کی عمر میں وحی کا نزول ہوا، اس کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں اور دس برس مدینہ منورہ میں اقامت فرمائی۔ اور جب آپ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر ۶۳ برس تھی۔"

صحیحین میں بھی یہی نقل ہے۔

اسی طرح صحیح روایت میں یہ ہے کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہم کی عمریں بھی تریسٹھ برس تھیں۔

ابو حاتم نے اپنی تاریخ میں اسے صحیح بتایا۔

ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں باسٹھ برس اور چھ ماہ۔

ابن ابی شیبہ کی کتاب میں اکسٹھ یا باسٹھ برس رقم ہے۔ اور کہا کہ میں نہیں جانتا کہ تریسٹھ برس آپ کی عمر ہوئی ہو۔ اور ان اقوال کی مطابقت یوں کی ہے کہ جس نے پینسٹھ برس کہا ہے تو اس نے ولادت و وصال کے سالوں کو مستقل دو برس شمار کیا اور جس نے تریسٹھ کہا ہے جو کہ معروف ہے اس نے ولادت و وصال کے سالوں کو چھوڑ دیا ہے اور جس نے ساٹھ کہا اس نے اس حدیث پر اعتماد کیا جو "اکلیل" میں ہے اور اس قول میں کلام ہے کہ ہر ایک نبی نے اپنے پہلے نبی بھائی کی نصف عمر دنیا میں زندگی گزاری ہے چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک سو پچیس برس اس دنیا میں رہے ہیں۔ اور جس نے اکسٹھ یا باسٹھ کہا اُسے شک ہے یقین نہیں ہے۔ بلاشبہ یہ اختلاف اقوال اس بنیاد پر ہے کہ بعثت کے بعد مکہ مکرمہ میں کتنا وقت قیام فرمایا۔

اسی طرح مغلطائی میں ہے۔

وصال شریف کا وقت اور تاریخ

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال مبارک جس میں کوئی اختلاف نہیں پیر کے روز بارہ ربیع الاول ۱۱ھ چاشت کے وقت ہوا اور اسی وقت جس میں ہجرت کے وقت مدینہ منورہ تشریف لائے۔

بروز "پیر" کی اہمیت و افادیت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم بروز پیر پیدا ہوئے اور بروز پیر ہی بعثت ہوئی، اور بروز پیر مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہوئے اور بروز پیر مدینہ منورہ میں رونق افروز ہوئے اور بروز پیر حجر اسود نصب کیا گیا اور بروز پیر وصال فرمایا۔ اور آپ کے وصال کے وقت پیوند شدہ چادر زیب تن تھی۔

حضرت ابوہریرہ کا فرمان

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے جوڑ لگی ہوئی چادر اور موٹے کپڑے کا تہبند ہمیں دکھا کر فرمایا کہ،

"ان کپڑوں میں آپ نے وصال فرمایا ہے"

ملائکہ کی تسبیح

اکتفار میں ہے کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے وصال فرمایا اور آہ و زاری کی آواز اور فرشتوں کی تسبیح بلند ہوئی تو لوگ مدہوش ہو گئے جیسا کہ بہت سے صحابہ کرام نے بیان کیا کہ ان کے ہوش قائم نہ رہے اور سخت مصائب کا شکار ہو گئے اور بعض تو پاگل پن میں گرفتار ہو گئے، کوئی مبہوت ہو کر سکوت اختیار کر گیا اور کوئی زمین پر پڑا رہا۔

حضرت عمر کی حالت

آپ کے وصال مبارک کے وقت حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجنون ہو کر چیخ و پکار کرتے تھے اور بعض منافق یہ کہہ رہے تھے کہ آپ وفات پا گئے، یقیناً آپ فوت نہ ہوئے بلکہ آپ نے اپنے رب کے ہاں وصال فرمایا جیسے حضرت موسیٰ بن

عمران علیہ السلام اپنی قوم سے چھپ کر واپس آگئے تھے۔ اُن کے لیے بھی یہی حال کہا گیا ہے کہ وہ وفات پا گئے۔ قسم بخدا! حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ضرور واپس تشریف لے آئے تھے چاہیئے کہ ایسے لوگوں کے ہاتھ کاٹ دیئے جائیں جو یہ خیال کرتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام وفات پا گئے۔

ہاتھ میں تلوار ہونا

بعض روایات میں یہ ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے ہاتھ میں تلوار پکڑ رکھی تھی اور فرما رہے تھے کہ میں کسی سے یہ سننے نہ پاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وفات پا گئے ورنہ اس تلوار سے اس کی گردن اُڑا دوں گا۔

صحابہ کرام فراق رسول میں

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ گنگ ہو کر رہ گئے یہاں تک کہ کوئی انہیں بڑا کر لے جاتا، حضرت علی رضی اللہ عنہ بیٹھے رہ گئے حس و حرکت کی بھی طاقت نہ رہی۔ عبداللہ بن انیس بیمار ہو کر انتقال کر گئے۔ ان تمام صحابہ کرام میں سب سے زیادہ ثابت قدم صرف حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما تھے۔

حضرت ابوبکر کی حالت

ایک روایت میں ہے کہ سب سے زیادہ ثابت قدم حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے البتہ جب وہ آئے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے ہانپتے کانپتے اور سانس پھولے ہوئے تھے۔ جب آپ کے قریب پہنچے تو اوندھے گر پڑے اور چہرہ انور سے کپڑا اُٹھا کر کہا۔

"اے حبیب! آپ کی زندگی بھی طیب و طاہر ہے اور وصال مبارک بھی۔ آپ کے وصال سے وہ چیز منقطع ہوگئی جو کسی نبی کے وصال سے منقطع نہیں ہوئی تھی۔ آپ توصیف و تعریف سے بالاتر اور گریہ و بکا سے برتر ہیں، کاش اگر آپ کا وصال پر اختیار ہوتا تو ہم آپ کے وصال کے بدلہ میں اپنی جانیں بھی فدا کر دیتے۔

اے حبیب! اپنے رب کی بارگاہ میں ہمیں یاد رکھنا ہم آپ کے دل میں ہیں"

وصال میں اختلاف

مروی ہے کہ جب خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا تو لوگوں کو اس میں اختلاف ہوگیا کہ کیا آپ نے وصال فرمایا ہے یا نہیں۔

ہاتھ کاٹنے کی سزا

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا تو لوگ رونے لگے اس وقت حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ مسجد میں کھڑے یہ خطبہ دے رہے تھے کہ :

"میں یہ سننے نہ پاؤں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وفات پائی بلکہ اللہ نے انھیں اپنے پاس بلایا ہے جیسے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کو بلایا تھا، وہ اپنی قوم سے چالیس دن پوشیدہ رہے تھے۔ قسم بخدا! مجھے توقع ہے کہ اُن لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے جائیں گے جو یہ خیال کرتے ہیں کہ آپ وفات پا چکے ہیں۔"

ہو کر تشریف لائیں گے اور لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹیں گے۔ اس لیے کہ اگر ان کا یہ گمان صحیح ہو تو لازم آتا ہے کہ آپ پہ دوبارہ موت وارد ہو گی لہٰذا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خبردار کر دیا کہ بارگاہِ خداوندی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بہت بڑا اکرام ہے کہ وہ آپ پہ دو موتیں جمع نہیں فرمائے گا جیسا کہ اوروں پر جمع کی یعنی اُن لوگوں کی مانند جو اپنے وطن سے ہزاروں کی تعداد میں نکلے تھے۔ اور نہ اُس شخص کی طرح جو ایک گاؤں پر سے گذرے تھے۔ اور کسی نے کہا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آپ کو قبر میں دوبارہ موت نہ ہو گی جیسے اوروں کو ہوتی ہے کہ وہ زندہ کیے جاتے ہیں تاکہ سوال و جواب ہوں۔ پھر انہیں موت دے دی جاتی ہے۔ اور کسی نے کہا اس سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کی وفات کے ساتھ آپ کی شریعت کی موت جمع نہیں کرے گا۔ اور کسی نے کہا کہ دوسری موت کا کنایہ کرب و بے چینی ہے یعنی آج کے دن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو کرب و بے چینی برداشت کی ہے اس کے بعد کوئی کرب و بے چینی نہ ہو گی۔ یہ فتح الباری کا قول ہے۔

آیت کی تلاوت کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جب باہر تشریف لائے تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ لوگوں سے محو گفتگو تھے۔ آپ نے فرمایا اے عمر بیٹھ جاؤ۔ اُنھوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا تب حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ انھیں چھوڑ کر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

"اے لوگو! میں تم سے جو کوئی حضرت محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم)

کی پرستش کرتا تھا، وہ سُن لے کہ آپ وصال فرما چکے، اور جو اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ بھی سن لے کہ اللہ تعالیٰ زندہ ہے جس پر کبھی موت طاری نہ ہوگی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُل ۔الآیہ ۔یعنی سن لو حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو اللہ کے رسول ہیں۔ آپ سے پہلے بھی بکثرت رسول گزر چکے ہیں۔ آخر آیت تک۔

راوی کا قول ہے کہ قسم بخدا کہتے ہیں کہ لوگوں کو یہ معلوم ہی نہیں تھا کہ اللہ نے یہ آیت بھی نازل فرمائی ہے، یہاں تک کہ ابوبکر نے یہ آیت تلاوت کی۔

بخاری شریف کی روایت

صحیح بخاری میں ہے کہ جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خطبہ دینا شروع کیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیٹھ گئے، پس اُنہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا:

"آگاہ ہو جاؤ جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پوجا کرتا تھا۔ وہ جان لے کہ آپ وصال فرما چکے ہیں اور جو اللہ کی عبادت کرتا تھا تو وہ سُن لے کہ وہ حی لایموت ہے۔ فرمان خداوندی ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ الایۃ۔ بیشک آپ کو بھی موت آنی ہے اور انہیں بھی مرنا ہے۔"

اور فرمایا وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ الآیۃ۔

راوی کا قول ہے کہ اس کے بعد لوگوں کی روتے روتے ہچکی بندھ گئی

منافقین کے لیے بد دعا

حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی حدیث میں ہے کہ ابن ابی شیبہ کے یہاں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے تو وہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات نہیں پائی ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو ہلاک کرے؛

اور ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ منافقین کو فنا کرے۔

منافقین کا خوشیاں منانا

راوی کا قول ہے کہ منافقین اُس وقت خوب خوشیاں منا رہے تھے اور اپنے سروں کو اونچا اٹھا رہے تھے اُس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اے شخص یقیناً حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں کیا تم نے نہیں سنا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے: اِنَّكَ مَيِّتٌ الآیۃ اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اے محبوب! ہم نے آپ سے پہلے کسی کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی۔"

پھر وہ منبر کی طرف تشریف لائے۔ الحدیث۔

کلمہ شہادت پڑھنا

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے اُس وقت سنا جبکہ حضرت

ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت مسجدِ نبوی میں ہو رہی تھی، اُس وقت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے منبرِ رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر کھڑے ہو کر کلمہ شہادت پڑھا، پھر کہا کہ کل میں نے تم سے ایک بات کہی تھی وہ جیسی میں نے تم سے کہی تھی ٹھیک نہ تھی۔ قسم بخدا! میں نے جو بات کل کہی تھی نہ تو کتاب اللہ میں پائی اور نہ ہی سنت رسول اللہ میں دیکھی۔ چونکہ میں توقع رکھتا تھا کہ حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہمارے بعد تک حیات رہیں گے یعنی ہم سب کے بعد حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرمائیں گے یا کچھ اور کہا۔ اب اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لیے اس کو پسند کیا جو اس کی مرضی تھی اور جو تمھاری آرزو تھی اُسے قبول نہ کیا۔ یہ کتاب اللہ ہے جس نے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذریعہ ہدایت فرمائی۔ تم اسے مضبوطی سے پکڑ کر ہدایت حاصل کرو جیسے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہوئی۔

غلبۂ منافقین کے اثرات

ابو نصر کہتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وہ تمام باتیں اس شدتِ غم سے تھیں جو اُن پر وصالِ رسول سے پڑی تھی اور اُن کو منافقین کے غلبہ اور فتنہ نے خوفزدہ کر دیا تھا۔ جب اُنھوں نے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پختہ یقین کا مشاہدہ کیا تو انھیں اللہ تعالیٰ کے فرمان کہ:

"ہر جان کو مزہ چکھنا ہے"

کا قائل ہونا پڑا اور اس کا کہ:

"بلاشبہ آپ بھی وصال فرمانے والے ہیں اور یہ لوگ بھی مرنے والے ہیں" انتھٰی

شعر کی حقیقت

ابن عساکر نے ابی ذویب ہذلی سے روایت کی کہ اُنھوں نے کہا ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم علیل ہیں۔ سو قبیلہ والے اس خبر سے خوفزدہ ہو گئے اور میری رات لمبی ہو گئی یہاں تک کہ جب صبح کا وقت قریب ہوا تو غنودگی آ گئی اُس وقت ندائے غیبی نے کہا ؎

ترجمہ شعر

"یہ بہت سخت حادثہ ہے کہ اسلام بیٹھ گیا باغ ہیں اور سنگین مکانوں کی نشست گاہ ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا پس ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے آپ کے وصال کے صدمہ میں۔"

میں اپنی نیند میں ڈر کر اچھل پڑا اور آسمان کی طرف دیکھا تو دو چمکتے ستاروں کے سوا کچھ نظر نہ آیا۔ اس سے میں نے جان لیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں یا آپ قریب الوصال ہیں۔ پھر مدینہ منورہ دوڑتا ہوا آیا تو وہاں اہل مدینہ دھاڑیں مار مار کر رو رہے تھے۔ جیسے کہ حاجی بوقت احرام تلبیہ مل کر پڑھتے ہیں۔ میں نے دریافت کیا، کیا ہوا تو کسی نے کہا حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وصال فرما چکے ہیں۔

مہر نبوت کا اُٹھ جانا

علامہ دمیری نے "حیٰوۃ الحیوان" میں بروایت واقدی وہ اپنے شیخ سے نقل

کیا کہ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے وصال مبارک میں شک ہوا تو اسماء بنت عمیس نے اپنا ہاتھ آپ کے کاندھوں کے درمیان رکھا تو پھر انہوں نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما چکے ہیں کیونکہ آپکے کندھوں سے مہرِ نبوت اُٹھالی گئی۔ یہی بات تھی جس سے آپ کے وصال کا پتہ چلا۔ اسے بیہقی اور ابونعیم نے نقل کیا۔

سینہ پر سے مشک کی خوشبو

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ میں نے اپنا ہاتھ وصال مبارک کے وقت حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سینۂ مبارک پر رکھا تھا اس کے بعد مدتوں تک باوجودیکہ میں کھانا بھی کھاتی ہوں، وضو بھی کرتی ہوں، مگر میرے ہاتھوں سے مشک کی خوشبو نہ گئی۔

عزرائیل کا آہ وزاری کرنا

ابونعیم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا وہ کہتے ہیں کہ:
"جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے انتقال فرمایا تو حضرت عزرائیل آہ وزاری کرتے ہوئے آسمان پر چڑھے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے ایک غیبی آواز کو آسمان سے ندا کرتے سنا۔

"ہائے رسول اللہ!"
ہر ایک مصیبت آپ کی جدائی کی مصیبت سے ہلکی ہے۔"

فرمان نبوی

سنن ابن ماجہ میں ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی علالت کے زمانہ میں فرمایا:

"اے لوگو! جب تمھیں کوئی مصیبت پہنچے تو اُس وقت چاہیئے کہ عین اس مصیبت میں جو دوسری وجہ سے اس کو پہنچی ہے میری اس مصیبت کی تعزیت کرلے، کیونکہ میری اُمت میں سے کوئی شخص میرے بعد ہرگز ایسی مصیبت میں گرفتار نہ ہوگا جو میرے وصال کی مصیبت سے زیادہ سخت ہو۔"

اجتماعِ صحابہ

جب لوگ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیعت سے فارغ ہوگئے اور اللہ تعالیٰ نے ان کو اس اہتمام جس میں صحابہ کرام وصال نبوت کے بعد کوشش کر رہے تھے سب کو جمع کر دیا اور امر خلافت حضرت ابوبکر صدیق پر ٹھہر گئی تب تمام صحابہ کرام آپ کی تجہیز و تکفین کی طرف متوجہ ہوئے۔

غُسل نبوی

روایت کہ کسی نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ آپ کو غسل کیسے دیا گیا تو فرمایا:

"حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے باریک یمنی چادر سے پہلے پردہ کیا پھر اس کے بعد یہ سنت تمام مسلمان اُمت میں پھیل گئی۔ پھر ہاشمی مردوں

کو جو کلہ اور دیواروں کے درمیان میں بیٹھے تھے اجازت دی، پھر حضرت عباس سراپردہ میں داخل ہوئے، اور حضرت علی اور حضرت فضل اور حضرت ابوسفیان بن حارث اور حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم کو بلایا جب یہ سب کلہ میں جمع ہو گئے تو ان سب پر اور جو کلہ سے باہر گھر میں تھے نیند غالب ہوگئی اس کے بعد ندائے غیبی نے متنبہ کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو نہ غسل دو کیونکہ آپ سر سے لے کر پاؤں تک منزہ و پاک ہیں۔"

ندائے صادق

حضرت عباس نے فرمایا۔

"خبردار ہم غسل ضرور دیں گے۔"

اہل بیت نے کہا۔

"یہ ندائے صادق ہے غسل نہ دیجئے۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ہم ایسی آواز کے اُوپر جسے ہم جانتے بھی نہیں ہیں کیونکر سنت کو چھوڑ دیں۔"

اس کے بعد ان پر پھر دوبارہ نیند کا غلبہ ہو گیا۔ پھر ندائے غیبی نے متنبہ کیا کہ۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو کپڑوں سمیت غسل دو۔"

اس وقت اہل بیت نے کہا۔

"ہاں نہ مانو۔"

حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"ٹھیک ہے۔"

4 جب حضرت عباس رضی اللہ عنہ کلہ میں داخل ہوئے غسل کے لیے تو چوکڑی مار کر بیٹھ گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کبھی چوکڑی مار کر بیٹھنے کو کہا۔ دونوں آمنے سامنے بیٹھ گئے اور نبی کریم صلّی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دونوں صاحبوں نے اپنی گود میں بٹھالیا اُس وقت یہ ندا آئی کہ:

"محبوب خدا علیہ التحیۃ والثناء کو سیدھا لٹا دو، پھر غسل دو، اور پردہ کرو۔"

تب اُنہوں نے تختہ سے الگ ہو کر آپ کو سیدھا لٹادیا اور تختہ کی پائینتی مغرب اور سرہانہ مشرق کی طرف کر دیا پھر غسل دینا شروع کر دیا اس حال میں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس پر آپ کی قمیص تھی اور اس کی آستین ایک جانب سے کھلی ہوئی تھی اور خالص پانی سے غسل دیا اور کافور کی خوشبو ل گئی، پھر قمیص اور محل کو نچوڑ ڈالا اور سجدہ گاہ اور مفاصل پر دھونی دی گئی اور اسی خالص پانی سے وضو کرایا یعنی چہرہ، دونوں ہاتھ اور دونوں ہتھیلیاں، پھر قمیص اور محل پر کفن دیا اور طاق مرتبہ عود کی دھونی دی، پھر آپ کو اُٹھا کر تابوت مبارک پر لٹا دیا۔

پردہ پوشی کرنا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ:

"اپنے نبی کا پردہ کرو، پھر اللہ تعالیٰ تمھاری پردہ پوشی فرمائے گا۔"

کپڑوں سمیت غُسل

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:-

"جب اُنہوں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے غسل کا ارادہ کیا تو اس میں ان کا اختلاف ہوا کہنے لگے قسم بخدا ہم نہیں جانتے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لباس مبارک اُتاریں جیسے ہم اپنے مردوں کا لباس اُتار لیتے ہیں یا آپ کو انہی کپڑوں میں غسل دیں"۔
جب اختلاف ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر نیند غالب کر دی حتیٰ کہ ہر ایک کی ٹھوڑی سینہ پر تھی تو گھر کے ایک گوشہ سے یہ ندا بلند ہوئی اور نا معلوم وہ کون تھا کہ :۔
"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو لباس زیب تن فرمائے ہوئے ہی غسل دو"
پھر آپ کے غسل کے لیے تیار ہوئے اور قمیص زیب تن فرمائے ہوئے غسل دیا۔

مشکوٰۃ کی روایت

مشکوٰۃ میں ہے کہ پانی کو قمیص مبارک کے اُوپر سے ڈالا اور قمیص سے ملتے جاتے تھے۔
اسے بیہقی نے دلائل النبوۃ میں بیان کیا۔

حضرت عائشہ کا فرمان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتیں کہ :۔
"اگر مجھے اپنے حال کی پہلے سے خبر ہوتی جو بعد میں سمجھی ہوں، تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ماسوا ازواج النبی کوئی غسل نہ دیتا"
بکثرت اصحاب سے روایت ہے کہ جن لوگوں نے آپ کو غسل دیا تھا وہ آپ کے چچا کے لڑکے، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس بن عبد المطلب اور اُن

کے دونوں فرزند فضل اور قثم اور آپ کے محبوب اُسامہ بن زید اور آپ کا غلام شقران تھے۔ جب یہ سب اصحاب آپ کے غسل کے لیے جمع ہو گئے تو اوس بن خولی انصاری نے جو بنی عوف بن خزرج کے قبیلہ سے بدری ہیں دروازہ کے باہر سے حضرت علی بن ابی طالب کو پکار کر کہا:۔

"اے علی! میں تم سے خدا کے واسطے رسول اللہ کی خدمت میں حصّہ طلب کرتا ہوں!"

تو حضرت علی نے اُن سے فرمایا:۔

"آجاؤ۔"

تو وہ بھی غسل میں حاضر ہو گئے مگر غسل میں کچھ حصّہ نہ لے سکے۔ کسی نے کہا کہ وہ پانی اُٹھا کر دیتے تھے۔

ایک اور روایت

ایک راوی نے بیان کیا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے قمیص مبارک سمیت اپنے سینہ سے ٹیک لگائی اور حضرت عباس اور فضل و قثم حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ پہلو بدلنے کی خدمت میں تھے اور اُسامہ و شقران آپ پر پانی بہا رہے تھے اور ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی تھی۔

فرمانِ نبوی

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"اے علی تمہارے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے۔"

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصیت فرمائی تھی

کہ:۔

"اے علی تیرے سوا مجھے کوئی غسل نہ دے کیونکہ میرا ستر کوئی نہ دیکھے ورنہ وہ اندھا ہو جائے گا۔"

اسی طرح سیرت مغلطائی میں ہے۔

صاحب "الشفاء" کا بیان

"الشفاء" میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پانی اور بیری کے پتوں سے غسل دیتے تھے اور رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کے جسم مبارک سے کوئی چیز دکھائی نہ دے جو عام طور پر مردوں کو دکھائی دیتی ہے۔

حضرت علی کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان، آپ کی موت و حیات کتنی پاکیزہ ہے۔"

ابن ماجہ کی روایت

ابن ماجہ نے جید سند کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً بیان کیا کہ:۔

"جب میں وصال کر جاؤں تو مجھے میرے کنوئیں اور غرس کے کنوئیں کے سات مشک پانی سے غسل دینا۔"

غرس کے بارے میں صاحب "نہایہ" نے کہا یہ لفظ غین معجمہ کے زبر اور راء و سین مہملہ کے سکون سے ہے۔ یہ وہ کنواں ہے جس سے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء

پانی پیا کرتے تھے۔

ابن نجار کا بیان

ابن نجار بیان کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:۔

"آج رات میں نے خواب میں دیکھا کہ میں صبح سویرے جنت کے کنوئیں پر پہنچا ہوں۔ سو آپ عرس کے کنوئیں پر صبح سویرے تشریف لے گئے، وضو کیا پھر اس میں لعاب دہن ڈالا۔"

یہ سمہودی کی تاریخ مدینہ میں مذکور ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر قمیص مبارک کے نیچے سے ڈالا۔

یہ سیرت مغلطائی میں ہے۔

غسل کی ایک اور روایت

روایت ہے کہ آپ کو پہلا غسل تو خالص پانی سے اور دوسرا غسل بیری کے پتوں کے پانی سے اور تیسرا کافور کے پانی سے تھا۔

آبِ چشم کی عظمت

جعفر بن محمد روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حلقۂ چشم میں پانی جمع ہوتا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اُسے پی لیا کرتے تھے۔"

"شواہد النبوۃ" میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کا حافظہ اتنا قوی ہونے کا کیا سبب ہے؟ فرمایا:۔

"جب میں نے حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کو غسل دیا تو جو پانی حلقۂ چشم میں جمع ہوتا اُسے میں اپنی زبان سے چوس لیتا اور حلق سے آگے نگل لیتا لہٰذا اپنی قوتِ حافظہ کا سبب یہی ہے۔"

نداءِ غیبی

اہل علم کا کہنا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو حضرت علی اور فضل دونوں اصحاب نے غسل دیا۔ اُس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک ندا سنائی دی کہ:۔

"اپنی نگاہ آسمان کی طرف کر دو۔"

یہ الشفاء میں مذکور ہے۔

غسل کے بعد تکفین

جب یہ اصحاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے غسل سے فارغ ہو گئے تو اُنہوں نے جسم مبارک کو خشک کیا۔ پھر وہ کچھ کیا جو اہلِ موتیٰ کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ پھر تین کپڑوں کا کفن دیا۔ تو دو کپڑے سفید تھے اور ایک یمنی چادر تھی۔

امام ترمذی کا فرمان

الاکتفاء میں ہے کہ امام ترمذی نے فرمایا کہ لوگوں نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے بیان کیا کہ دو کپڑے اور ایک چادر تھی، فرمایا

چادریں لائے تھے مگر انھیں واپس کر دیا تھا اور ان کا کفن نہیں دیا گیا۔

حضرت ابن عباس کی روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ:۔
"خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دو ہلکی سی چادروں اور ایک نجرانی چادر میں کفنایا گیا۔"

حضرت عائشہ کا فرمان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ:۔
"خواجہ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کو روئی کی تین سفید سحولی چادروں میں کفنایا گیا۔"
سحولی یمن کے ایک شہر کا نام ہے اس میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔"

پرانے کپڑے کا کفن

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:۔
"میں ابوبکر کی علالت کے زمانہ میں اُن کے پاس گئی، میں نے آپ کے اس کپڑے کو دیکھا جس میں آپ علیل تھے اور اس میں زعفران کے دھبے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے اس کپڑے کو دھو کر اس میں دو کپڑے زیادہ کر کے مجھے کفن دے دینا۔ میں نے عرض کیا یہ تو پُرانا ہے؟ فرمایا نئے کے لیے مردوں سے زیادہ زندہ حقدار ہے، چونکہ وہ تجارت کرتا ہے۔" اسے بخاری

نے بیان کیا۔

مؤطا کی روایت

مؤطا ابو عبداللہ امام مالک بن انس میں ہے کہ:۔

"حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تین یمنی چادروں میں کفنایا گیا جس میں دو دھلی ہوئی چادریں تھیں"

ابوداؤد کی روایت

ابوداؤد نے بیان کیا کہ:۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تین نجرانی چادروں میں کفنایا گیا"

الاکلیل میں ہے کہ "سات کپڑوں میں دفنایا گیا"

سب میں یہ ہے کہ اس میں قمیص، عمامہ شمار نہ تھا۔

ایک مفرد اور ضعیف حدیث میں ہے، جسے یزید بن ابی زیاد نے روایت کی کہ:۔

"کپڑوں کو کافور میں بسایا گیا"

ایک روایت میں ہے کہ:۔

"مشک میں بسایا گیا"

اسی طرح سیرت مغلطائی میں ہے۔

عروہ کی حدیث

عروہ کی حدیث میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے، فرماتی

ہیں کہ :-

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سحولی کے تین سفید کپڑوں میں کفنایا گیا"

اس کو نسائی نے بروایت عبدالرزاق وہ معمر وہ زہری وہ عروہ سے بیان کیا۔ اس پر ائمہ ستہ متفق ہیں۔ جو ہشام بن عروہ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا اس میں اتنا زیادہ ہے کہ :-

"وہ روئی کے تھے جس میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ"

اور بیہقی کی روایت میں ہے :-

"نئے تین سحولی کپڑے تھے"

السحولی سین کے زبر اور پیش کے ساتھ ہے۔

نووی نے کہا زبر زیادہ مشہور ہے اکثر راویوں کی یہی روایت ہے، زبر کے ساتھ سحول کی طرف منسوب ہیں جس کے معنی دھوبی کے ہیں اس لیے کہ وہ کپڑے دھوتا ہے یا اس سحول کی طرف منسوب ہے جو یمن میں ایک گاؤں ہے لیکن پیش کے ساتھ بولنا، تو یہ سحل کی جمع ہو گی، جس کے معنی صاف و سفید ہوں گے جو روئی کے ہی ہوں۔ یہ محاورہ شاذ ہے کیونکہ یہ جمع کی طرف منسوب ہوتا ہے۔ کسی نے کہا پیش کے ساتھ ایک گاؤں کا نام ہے اور الکرسف کاف کے پیش اور راء کے سکون اور سین مہملہ کے پیش اور فاء کے ساتھ روئی کے معنی میں ہے۔

امام ترمذی کی رائے

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تلقین کے بارے میں مختلف روایتیں مروی ہیں لیکن حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ان سب میں

زیادہ صحیح ہے اور صحابہ وغیر صحابہ کے اکثر علماء کا اسی پر عمل ہے۔

امام بیہقی کی رائے

امام بیہقی نے خلافیات میں کہا کہ ابو عبید اللہ یعنی حاکم کہتے ہیں کہ :۔

"حضرت علی المرتضیٰ اور ابن عباس اور عائشہ اور ابن عمر اور جابر بن عبد اللہ بن مغفل رضی اللہ عنہم سے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تکفین کے بارے میں متواتر احادیث مروی ہیں کہ تین کپڑے تھے جن میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔"

حضرت علی سے ثبوت

عبد اللہ ابن محمد بن عقیل سے وہ ابن حنفیہ سے وہ حضرت علی رضی اللہ عنہم سے روایت کرتے ہیں کہ :۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو سات کپڑوں میں دفنایا گیا۔"

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں بیان کیا۔ ابن حزم کہتے ہیں کہ اس حدیث میں ابن عقیل سے یا بعد والوں میں کسی سے وہم واقع ہوا ہے اور حدیث کے لفظ کہ :۔

"اس میں نہ قمیص تھی نہ عمامہ۔"

کے معنی میں اختلاف ہے۔ صحیح معنی تو یہ ہیں کہ ہرگز کفن میں نہ قمیص تھی اور نہ عمامہ۔ اور دوسرے معنی یہ ہیں کہ آپ کو تین کپڑوں میں کفنایا گیا جو قمیص اور عمامہ کے علاوہ تھے۔

شیخ تقی الدین ابن دقیق العید نے کہا کہ پہلے معنی مراد ہیں زیادہ ظاہر ہیں۔

امام نووی کی رائے

امام نووی نے شرح صحیح مسلم میں بیان کیا کہ پہلے معنی کے جمہور علماء قائل ہیں اور کہا کہ یہی درست ہے جو ظاہر حدیث کا اقتضاء ہے اور کہا کہ دوسرے معنی ضعیف ہیں کیونکہ یہ ثابت نہیں کہ کفن میں قمیص اور عمامہ بھی تھا۔

علماء کے اختلاف کی وجہ

علماء کرام نے فرمایا کہ حدیث کی تفسیر میں اختلاف کی بنیاد یہ ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف ہے کہ آیا کفن میں قمیص اور عمامہ کا ہونا مستحب ہے یا نہیں؟ چنانچہ علماء نے تین کپڑوں کے ساتھ قمیص اور عمامہ زیادہ کرنے میں اختلاف کیا کیونکہ یہ مل کر پانچ ہوتے ہیں۔ لہٰذا حنبلی علماء نے تو مکروہ بتایا اور شافعی علماء نے جائز غیر مستحب کہا اور مالکی علماء نے اسے مرد و عورت دونوں کے لیے مستحب بتایا بلکہ عورتوں کے لیے تاکید کرتے ہوئے کہا کہ سات کپڑوں تک زیادتی مکروہ نہیں ہے اس سے زیادہ بے جا اور اسراف ہے۔

علماء احناف کا عمل

علماء احناف نے کہا کہ تین کپڑے یہ ہیں:۔

۱۔ تہبند ۲۔ قمیص ۳۔ لفافہ

اور حدیث میں یہ دلالت ہے کہ وہ قمیص جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو غسل دیا گیا تھا کفن دیتے وقت اُتار لیا گیا تھا۔

امام نووی، مسلم کی شرح میں کہتے ہیں کہ یہی درست ہے جس پر کوئی اعتراض

وارد نہیں ہوتا لیکن وہ حدیث جو سنن ابو داؤد میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلم کو تین کپڑوں کا کفن دیا گیا۔ حلہ دو کپڑے اور وہ قمیص جس میں آپ نے وصال فرمایا۔ تو یہ حدیث ضعیف ہے اس سے حجت قائم کرنا صحیح نہیں۔ اس لیے کہ اس کے راویوں میں ایک راوی یزید بن زید ہے، اس کے ضعف پر تو محدّثین کا اجماع ہے، بالخصوص اُس روایت میں جو ثقہ راویوں کی حدیث سے خلاف ہو۔

نمازِ جنازہ یا درُود پاک

نمازِ جنازہ کی کیفیّت

حضرت امام محمد رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے روایت ہے کہ:۔

"حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کے جنازہ کی نماز بغیر امام اور جماعت کے ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ:۔

" اکیلے اکیلے کوئی ان کا امام نہ تھا، گروہ در گروہ مسلمان کے داخل ہوتے اور آپ پر درود پاک پڑھتے اور چلے جاتے، پس جب وہ درود پاک پڑھ چکتے تو حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے کہ جنازہ اور اہلِ جنازہ کو چھوڑ دو۔"

دُرود پاک پڑھنے کی کیفیّت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی، حضرت عباس اور بنو ہاشم نے درود

پاک پڑھا، پھر مہاجرین، پھر انصار، پھر اور لوگوں نے آپ پر تنہا تنہا کہ کوئی ان کا امام نہ تھا درود پاک پڑھا۔ از اں بعد عورتیں، پھر بچے۔

وصیّت

ایک قول یہ بھی ہے کہ آپ نے اس کی وصیت بھی فرمائی تھی کہ:۔

"سب سے پہلے مجھ پر میرا رب درود پاک پڑھے گا، پھر جبریل، پھر میکائیل، پھر اسرافیل، پھر عزرائیل ہمراہ اپنے لشکر کے پھر ملائکہ پھر تم سب گروہ در گروہ، آخر حدیث تک۔

اس حدیث میں ضعف ہے، بلکہ وہ دُعا مانگتے تھے اور چلے جاتے تھے۔

ابن ماجشون کہتے ہیں جب یہ پوچھا گیا۔ کتنی بار آپ پر درود پڑھا گیا تو کہا بہتر (۷۲) مرتبہ۔

پھر کسی نے کہا یہ کیسے پتہ چلا۔

کہا کہ:۔

"اُس صندوق سے جسے امام مالک نے اپنے ہاتھ کا لکھا چھوڑا تھا۔"

نافع نے ابن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کی، اسی طرح سیرت مغلطائی میں ہے۔

ابن ماجہ کی حدیث

ابنِ ماجہ کی حدیث میں ہے کہ جب تجہیز سے منگل کے دن فارغ ہو گئے تو آپ کو اُس چارپائی پر رکھا جو آپ کے کاشانۂ اقدس میں تھا۔ پھر لوگ

گروہ در گروہ آتے تھے اور درود پاک پڑھتے جاتے تھے۔ جب تمام فارغ ہو گئے تو پھر عورتیں داخل ہوئیں یہاں تک کہ وہ فارغ ہوئیں تو پیچھے گئے۔ آپ کی صلوٰۃ پر کسی نے امامت نہ کی۔

پہلے صلوٰۃ خواں

ایک روایت میں ہے کہ سب سے پہلے جنہوں نے صلوٰۃ پڑھی وہ فرشتوں کی جماعتیں تھیں، پھر اہل بیت، پھر لوگوں کی جماعتیں، پھر آخر میں عورتوں نے۔

اہل بیت کا صلوٰۃ پڑھنا

مروی ہے کہ جب اہل بیت اطہار نے صلوٰۃ پڑھی تو لوگوں کو معلوم نہ تھا کہ کیا پڑھیں، تب انھوں نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے دریافت کیا۔ آپ نے اُن سے کہا کہ حضرت علی سے پوچھو، پس حضرت شیر خدا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے فرمایا یہ پڑھو:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ط لَبَّيْكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَسَعْدَيْكَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ الْبَرِّ الرَّحِيْمِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ وَالنَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَمَا سَبَّحَ لَكَ مِنْ شَيْءٍ يَا رَبَّ الْعٰلَمِيْنَ عَلٰى مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَسَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَاِمَامِ الْمُتَّقِيْنَ وَرَسُوْلِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ الشَّاهِدِ الْبَشِيْرِ الدَّاعِيْ اِلَيْكَ بِاِذْنِكَ السِّرَاجِ الْمُنِيْرِ وَعَلَيْهِ السَّلَامُ۔

ترجمہ: اللہ اور اس کے فرشتے نبی پر درود پڑھتے ہیں۔ اے مسلمانوں تم بھی آپ

پر درود و سلام بھیجو۔ اے اللہ ہم حاضر ہیں۔ اے رب ہم حاضر ہیں ہم اللہ کی رحمتیں ہوں جو نیکو کار اور مہربان ہے اور مقرب فرشتوں، نبیوں صدیقوں، شہیدوں، صالحین اور وہ جو پاکی سے تیرا نام لیں۔ اے تمام جہانوں کے ربّ سب کی طرف سے درود و سلام ہو حضرت محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین، سید المرسلین، امام المتقین، تمام جہان کے رب کے رسول، جو حاضر و ناظر اور خوشخبری دینے والے، تیرے حکم سے تیری طرف بلانے والے روشن چراغ پر، اور آپ پر سلام ہو۔"
شیخ زین الدین مراغی نے اپنی کتاب تحقیق النصرت میں اسے بیان کیا۔

تدفین و قبر مبارک کی کیفیت

بغلی قبر کھودنا

مدینہ منورہ میں دو شخص قبر کھودنے والے، ایک بغلی قبر کھودتا تھا اور دوسرا صندوقی قبر کھودتا تھا۔ حضرت عباس نے دونوں گورکنوں کو بلایا اور کہا کہ تم میں سے ایک تو حضرت ابو عبیدہ بن جراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جائے یہ قبریں تیار کرنے والا مکہ والوں کے لیے قبریں تیار کرتا تھا۔ اور دوسرے کو کہا کہ تم حضرت ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ، یہ گورکن اہلِ مدینہ کے لیے قبریں تیار کرتا تھا۔ از اں بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے بارگاہِ خداوندی دعا کی کہ:

"اے الہ العالمین! تو اپنے رسول کے لیے بہتر کرنا"

پس وہ دونوں گئے جو شخص حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کی طرف گیا تھا اُسے وہ نہیں ملے اور جو شخص حضرت ابو طلحہ کے پاس گیا تھا اُسے وہ مل گئے۔ پس اُنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر بغلی تیار کی۔

تدفین پر صحابہ کرام کا اختلاف

روایت ہے کہ حضور خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے صحابہ کرام میں آپ کے دفن کی جگہ میں اختلاف رُونما ہوا کہ مکّہ میں دفن کیے جائیں یا مدینہ میں، بقیع کے اندر یا قُدس میں، یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا، میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سُنا کہ،

"ہر نبی اُسی مقام پر دفن کیا گیا جہاں اس کا وصال ہوا۔"

دوسری روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ،

" اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کو اُسی جگہ وصال فرمایا جو جگہ اُسے محبوب ہو کہ وہیں دفن کیا جائے، لہٰذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے بستر کو ہٹا کر وہیں بستر کے نیچے قبر بناؤ۔"

قبر میں اُترنے والے حضرات

حضرت علی بن ابی طالب، حضرت عباس اور اُن کے دونوں بیٹے فضل اور قثم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک میں اُترے۔ یہ حضرت قثم آپ کی ملاقات میں آخری تھے اس لیے کہ یہ سب سے آخر میں آپ کی قبر مبارک سے باہر نکلے، لیکن مغیرہ کا وہ قصّہ کہ اپنی انگوٹھی کو قبر مبارک میں ڈال دینا اور اس کے نکالنے کے لیے قبر میں اُترنا یہ صحیح نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

پانچ افراد کا قبر میں اُترنا

مروی ہے کہ حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلام شقران اور اوس بن خولی نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے کہا :۔

" اے علی! میں تم سے راہِ للہ اپنا حصّہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام سے طلب کرتا ہوں "

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اُن سے فرمایا :۔

" تم اُتر آؤ "

" پس وہ اپنی قوم کے ساتھ اُترے اور وہ پانچ تھے۔ "

ایک اور روایت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ :۔

" حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک میں حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عقیل بن ابی طالب، حضرت اُسامہ بن زید ابن عوف اور اوس بن خولی رضی اللہ عنہم اُترے۔ "

یہی وہ حضرات تھے جو آپ کی تکفین کے ذمہ دار تھے لیکن روایت زیادہ صحیح ہے۔ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قبر مبارک میں اُتارا جا رہا تھا تو شقران نے سرخ رنگ کی نجرانی چادر جو خیبر کے روز ملی تھی اور جسے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اوڑھتے اور بچھاتے تھے لے کر آپ کے نیچے بچھا دی۔ وہ چادر آپ کے ہی ساتھ قبر میں دفن ہو گئی اس کے بعد کہا قسم بخدا! آپ کے بعد کوئی اسے نہیں اوڑھ سکتا تھا اور آپ کی قبر مبارک میں کچی اینٹیں لگائی گئیں۔ کسی نے

کہا کہ وہ تو اینٹیں تھیں۔ کسی نے بیان کیا کہ جب اینٹیں رکھی چکیں تو وہ چادر نکال لی تھی۔ یہ ابو عمر اور حاکم کا قول ہے۔

امام نووی کا فرمان

امام نووی نے فرمایا کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام اصحاب وغیرہ علماء نے صاف کہا کہ میت کے نیچے قبر میں مخملی چادر وغیرہ کا بچھانا مکروہ ہے اور ہمارے اصحاب میں سے صرف بغوی نے علیٰحدگی اختیار کی ہے وہ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں۔ ان کی حجت یہی حدیث ہے اور صحیح بات یہی ہے کہ یہ مکروہ ہے جیسا کہ جمہور کا مذہب ہے۔ علماء اس حدیث کا یہ جواب دیتے ہیں کہ یہ کام صرف شقران کا تھا اور صحابہ میں کسی نے بھی اس کی موافقت نہیں کی۔ اور شقران نے اسی مصلحت سے بچھادی تھی جو ہم نے بیان کی کہ اُسے یہ بات ناپسند تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی اسے استعمال کرے انتہیٰ اور یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ قبر مبارک میں نو اینٹیں رکھنے کے بعد اس چادر کو نکال لیا گیا جیسا کہ سیرت مغلطائی میں ہے۔ پھر آپ کی قبر مبارک پر مٹی ڈال کر قبر انور کو مسطح کر دیا گیا۔

مشکوٰۃ کی روایت

مشکوٰۃ میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے آپ کی قبر مبارک پر پانی چھڑکا وہ حضرت بلال ابن رباح تھے، اُنھوں نے ایک مشک لے کر سرہانے سے پائنتی تک پانی چھڑکا۔

بیہقی نے اسے "دلائل النبوۃ" میں بیان کیا۔

قبرِ انور کی بناوٹ

سفیان بن تمار سے روایت ہے کہ اُنھوں نے حضورِ انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قبرِ مبارک کو مسنّم یعنی کوہان جیسی دیکھا۔

صحیح بخاری میں حضرت ابی بکر بن عیاش کی حدیث سے ہے کہ آنحضوں نے آپ کی قبرِ مبارک کو مسنّم یعنی اُونچا کوہان کی طرح دیکھا۔

ابونعیم نے مستخرج میں اتنا زیادہ کیا کہ حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی قبریں بھی ایسی ہی ہیں۔

اسی سے یہ استدلال کیا گیا کہ قبروں کو مسنّم کوہان بنانا مستحب ہے یہی قول امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام احمد، مزنی اور اکثر شوافع رحمہم اللہ کا ہے اور کچھ قدیم شوافع نے مسطح قبر کو مستحب جانا، ممکن ہے کہ پہلے مسطح ہو۔

سُرخ پتھروں کی قبور

ابوداؤد وحاکم نے بیان کیا کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے قاسم بن محمد کے لیے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک اور آپ کے دونوں مصاحب رضی اللہ عنہما کی قبریں کھولی تھیں، یہ کل تین قبریں تھیں نہ تو بہت اُونچی اور نہ بہت پست زمین سے ملی ہوئیں۔ میدان کے سُرخ رنگ کے پتھروں سے چُنی ہوئی تھیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ وہ پتھر سُرخ وسفید ہیں اور آپ کی قبرِ مبارک زمین سے بقدر ایک بالشت اُونچی ہے۔

یہ واقعہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہما کے دور میں پیش آیا گویا کہ یہ پہلے مسطح

تھیں، اس کے بعد جب عمر بن عبدالعزیز کی امارت کے زمانہ میں جبکہ وہ ولید بن عبدالملک کی طرف سے مدینہ منورہ میں امیر تھے۔ قبر انور کی دیواریں اٹھائی گئیں تو اس وقت قبر مبارک کو اونچا کیا گیا۔ اس کے بعد میں اختلاف پیدا ہوا کہ مسطح افضل ہے یا مسنم۔ دراصل دونوں جائز ہیں مگر مسطح کو ترجیح ہے کیونکہ امام مسلم نے فضالہ بن عبید کی حدیث روایت کی کہ وہ ایک قبر کے پاس آئے تو برابر کر دی، کیونکہ امام مسلم نے فضالہ بن عبید کی حدیث روایت کی

پھر فرمایا کہ میں نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے سماعت کی ہے کہ آپ برابر کر دینے کا حکم فرماتے تھے۔

حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک سب سے آگے ہے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر آپ کے سرِ اقدس کے نزدیک مونڈھوں کے مقابل اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر دونوں کی پائینتی ایسے ہے:۔
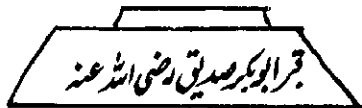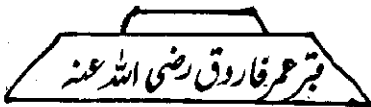
خلاصۃ الوفاء میں علامہ سمہودی نے اس طرح نقل کیا ہے۔

اور رزین نے ذکر کیا کہ رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء مقدم ہیں۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سر مبارک کے نزدیک مونڈھوں کے مقابل اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں آگے نکل گئے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے نیچے ایسے ہے۔
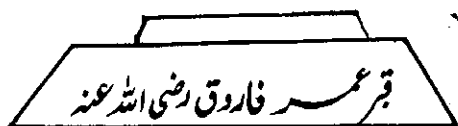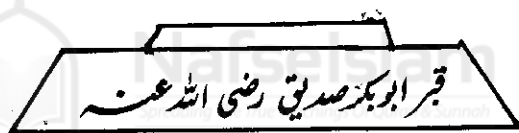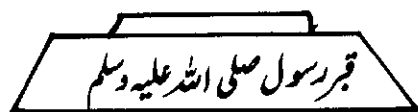
ترتیب وکیفیت میں اختلاف

حجرۂ مبارکہ میں قبور شریفہ کی ترتیب وکیفیت میں سات نوعیت کا اختلاف ہے جن کو ہم نے "الاصل" میں دلائل کے ساتھ بیان کر دیا ہے لیکن وہ نوعیت جس پر اکثر کا اتفاق ہے یہ ہے کہ قبر النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل قبلہ کی جانب یعنی دیوار بجانب کے متصل ہے جیسا کہ بیان ہوا، پھر

پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک آپ کے دوش مبارک کے مقابل ہے
پھر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک ان کے دوش مبارک کے محاذ پر ہے۔
خلاصۃ الوفا میں نقشہ اس طرح دیا گیا ہے :۔
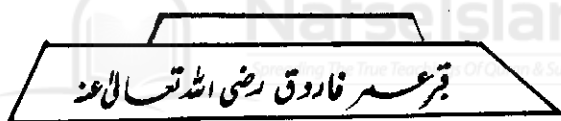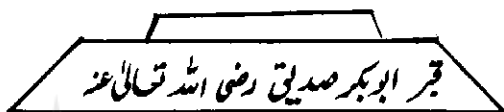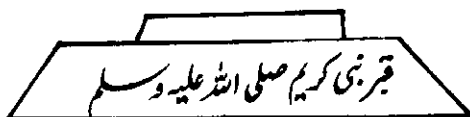
قبر پر سجدہ گاہ بنانا

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی حدیث میں ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اس آخری علالت کے زمانہ میں فرمایا اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ پر لعنت کرے انہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو سجدہ گاہ بنا لیا اگر یہ بات نہ ہوتی تو آپ کی قبر کھلی رکھی جاتی، مگر ڈرے یا ڈرائے گئے۔

راوی کو شک ہے کہ یہ صیغہ مجہول ہے یا معروف کہ لوگ مسجد بنا لیں۔ بصیغہ مجہول کی بناء پر توضیح اس میں شان کی ہے جس کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے یہ عمل اپنے اجتہاد سے کیا اور بصیغہ معروف یہ مطلب نکلتا ہے کہ یہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد

ہے، اور اُبْرِزَ قَبْرُہٗ کے یہ معنی ہیں کہ آپ کی قبر مبارک کھلی ہوئی ہوتی اور کوئی دیوار وغیرہ حائل نہ ہوتی مگر یہ ہے کہ گھر سے باہر دفن کیے جاتے اور اس کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مسجد کی توسیع سے پہلے فرمایا کرتی تھیں۔ اسی بناء پر جب مسجد کی توسیع کی گئی تو ان کے حجرہ کو مثلث شکل میں محدود کر دیا تاکہ کسی کو یہ جرأت نہ ہو کہ وہ قبلہ کی طرف منہ کر کے قبر مبارک کے سامنے نماز پڑھ سکے۔

حضرت عیسیٰ کی تدفین

مورخین نے حضرت سعید بن مسیّب سے نقل کیا ہے کہ اس حجرہ پاک میں مشرقی کونے کی طرف ایک قبر کی جگہ خالی ہے جس میں حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام دفن ہوں گے۔

تدفین

تدفین میں اختلاف

حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی تدفین کے وقت میں بھی اختلاف ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ:۔

"حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تدفین کا ہمیں پتہ نہ چلا یہاں تک کہ بروز منگل صبح کے وقت پھاوڑے کی آواز سنی۔"

"مؤطا" کا بیان

مؤطا شریف میں ہے کہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو یہ خبر پہنچی کہ:۔

"حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے بروز پیر وصال مبارک فرمایا اور بروز منگل آپ کی تدفین کی گئی۔"

ترمذی کا بیان

ترمذی نے بیان کیا کہ رات کے وقت اسی جگہ جہاں آپ نے وصال فرمایا

تدفین کی گئی ۔

محمد ابن اسحٰق کی روایت

محمد ابن اسحٰق سے مروی ہے، اُنہوں نے کہا کہ :۔

"حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دوشنبہ کو وصال فرمایا، اس دن اور منگل کی شب تک ٹھہرے رہے اور بدھ کی شب کو تدفین کی گئی ۔"

شعبی کی روایت

شعبی نے "کفایہ" میں روایت کیا کہ :۔

"بدھ کے دن صلوٰۃ پڑھی اور پھر تدفین ہوئی ۔"

اب اگر تم یہ اعتراض کرو کہ کس بناء پر دفن کرنے میں اس قدر تدفین ہوئی حالانکہ آپ نے اپنی اہل بیت سے ان کی موت کے بارے میں فرمایا جبکہ اُنہوں نے دیر لگائی تھی ۔ فرمایا کہ :۔

"اپنے مردے کے دفن میں جلدی کیا کرو دیر نہ لگایا کرو ۔"

تو جواب یہ ہے کہ اس کا سبب آپ کے وصال پر ان کا عدم اتفاق ہے جیسا کہ ذکر کیا گیا یا یہ کہ تدفین کی جگہ میں ان کا اختلاف تھا ، یا یہ کہ حضرات اس خلاف میں مصروف تھے جو مہاجرین و انصار میں پیدا ہو گیا تھا یہاں تک کہ وہ امر خلافت جو دین کے اہم اُمور میں سے تھا طے ہو گیا اور سب نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے بیعت کر لی ۔ ازاں بعد ان سب نے دوبارہ پھر ایک بڑے اجتماع میں بیعت کر لی ۔ تب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دفن کرنے میں متوجہ ہوئے ۔ لہٰذا ان صاحبان

نے غسل دیا کفن دیا اور تدفین کر دی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

وصال کے دن کی کیفیت

دارمی میں بروایت حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہے وہ کہتے ہیں کہ:۔

"میں نے اُس روز سے زیادہ روشن و احسن نہیں دیکھا جس روز حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم ہمارے ہاں مدینہ پاک میں تشریف لائے۔ اور اُس دن سے زیادہ بُرا اور تاریک روز نہ دیکھا جس روز آپ نے وصال فرمایا"

ترمذی کی روایت

ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ:۔

"جس روز مخبر صادق صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو مدینہ پاک کی ہر چیز روشن ہو گئی اور جب وہ روز ہوا کہ جس روز آپ نے وصال فرمایا تو ہر طرف اندھیرا ہی اندھیرا تھا۔ ابھی ہم نے اپنے ہاتھوں سے خاک نہ صاف کی تھی اور تدفین میں لگے ہوئے تھے کہ ہمارے قلب پھر گئے"۔

گریہ زاری

پہلی روایت

جب خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین ہو چکی تو حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا بطور زیارت تشریف لائیں تو کہا:۔

"صاحبو! تمھارے قلوب نے اس بات کو کس طرح قبول کر لیا کہ تم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر خاک ڈالو"

اسے بخاری نے بیان کیا۔

دوسری روایت

دوسری روایت میں ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کی تدفین سے فارغ ہوئے تو حضرت سیّدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تشریف لائیں اور فرمایا:۔

"اے ابوالحسن! تم نے حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تدفین

کر ڈالی ؟ کہا ہاں! فرمایا تمھارے قلوب نے کس طرح برداشت کیا کر تم آپ کی تدفین کر کے آپ پر خاک ڈالو۔ کیا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام تمام جہانوں کے رحمت نہ تھے ؟ کہا یہ بالکل حقیقت ہے مگر حکم الٰہی کو کون ٹال مٹول کر سکتا ہے۔"

پھر بیٹھ کر آہ وزاری کرنے لگیں اور فرمائیں:۔

"اے ابّا جان اور اللہ کے رسول اور نبیٔ رحمت! اب وحی نہیں آئے گی، اب ہم سے جبرئیل جدا ہو گئے۔ الٰہی میری روح کو میرے اباجان کی رُوح کے ساتھ اکٹھا کر دے اور آپ کے چہرۂ انور کے دیدار سے سیراب کر دے اور محشر کے دن مجھے آپ کے اجر و شفاعت سے محروم نہ رکھنا"

تیسری روایت

ایک روایت میں ہے کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی قبر مبارک کی خاک ہاتھ میں پکڑ کر سونگھی اور یہ شعر پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اُسے کیا مضائقہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی قبر مبارک کی مٹی سونگھی پھر اُسے کبھی کسی خوشبو سونگھنے کی حاجت نہ ہو گی۔ مجھے اُن مصائب کا سامنا ہے کہ اگر وہ دنوں پر پڑتیں تو راتیں بن جاتیں۔"

الاکتفاء میں جو شعر حضرت علی یا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی طرف نسبت کیے گئے ہیں وہ یہی دو اشعار ہیں۔

چوتھی روایت

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ :۔

"جب حضور پر نور شافع یوم النشور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بوجہ علالت کمزور ہو گئے یہاں تک کہ اُٹھنا مشکل ہو گیا تب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا ؛ ہائے ابا حضور کی تکلیف ! یہ سن کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ، اے فاطمہ تمہارے ابا جان کو آج کے روز کے بعد کوئی تکلیف نہ ہوگی۔ جب آپ نے وصال فرمایا تو سیدہ نے کہا ، اے اباجان ! آپ کے رہنے کی جگہ تو جنت الفردوس ہے۔ ہائے اباجان ! جبریل سے وصال کی خبر سنی"

پھر جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی تدفین ہو چکی تو کہا :۔

"اے انس تمہارے قلب نے کیسے رضا حاصل کر لی کہ تم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر خاک ڈالو"

اسے صرف بخاری نے بیان کیا اور طبرانی نے اتنا بڑھایا :۔

"اے اباجان ! اپنے رب سے کتنے قریب ہو گئے۔"

بعد از نبی حیات سیدہ زہراء

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال مبارک کے بعد حضرت سیدہ فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا صرف چھ ماہ زندہ رہیں۔ اتنے وقت نہ کبھی آپ ہنسیں اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں چاہیئے بھی ایسا ہی تھا۔

فراقِ نبی میں اشعار پڑھنا

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے۔ انہوں نے کہا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے در دولت پر گیا۔ دیکھا آپ اس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں گریہ وزاری کرتے ہوئے اشعار پڑھ رہی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اے وہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو جو کی روٹی سے بھی کبھی پیٹ بھرنے نہ پائے۔

اے وہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) جو چٹائی کو تخت کی طرح پسند فرمائیں۔

اے وہ نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) جو تمام رات نیند سے بیدار رہیں۔ دوزخ کے مالک سے خائف ہو کر۔

فراقِ نبی اور صدیق اکبر

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے بعد آئے تو انہوں نے اپنا منہ آپ کی آنکھوں پر اور اپنے ہاتھ آپ کی کنپٹیوں پر رکھ کر کہا:۔

"ہائے نبی، ہائے میرے دوست، ہائے صفی"

دوسری روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ جب حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے

وصال فرمایا تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ آئے اور آپ کے قریب
پہنچ کر پردہ اٹھایا، چہرہ مبارک سے کپڑا اٹھا کر انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا 5
اور پھر کہا:

"قسم بخدا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وصال فرمایا۔"

پھر سرہانے کی جانب جا کر کہا:

"ہائے نبی۔"

پھر اپنا منہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک پر رکھ کر بوسہ لیا، پھر سر اٹھا
کر کہا:

"ہائے خلیل۔"

پھر سر جھکا کر پیشانی کا بوسہ لیا اور کہا:

"ہائے صفی۔"

پھر اپنا سر جھکا کر پیشانی کا بوسہ لیا، ازاں بعد چہرہ مبارک کو کپڑا سے
بند کر دیا اور باہر چلے گئے۔

ابوالعباس قصاب کا بیان

ابوالعباس قصاب نے امام بوصیری کے قصیدہ بردہ کی شرح میں کہا کہ:

"جب حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کے دلانے پر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال کا یقین نہ
آیا تو اپنے قول سے رجوع کیا تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے
رو کر کہا، میرے ماں باپ آپ پر قربان اے اللہ کے رسول! بیشک
یہ کھجور کا ستون جس پر آپ ٹیک لگا کر خطبہ دیا کرتے تھے، پھر بحضرت

الناس آپ نے سنانے کے لیے منبر بنایا تھا تو آپ کے فراق میں وہ گریہ وزاری کرتا تھا یہاں تک کہ آپ نے اپنا ہاتھ مبارک رکھا تب اُس نے سکون پکڑا تو آپ کے فراق میں رونے کی زیادہ سزاوار ہے۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔ بلاشبہ بارگاہِ الٰہی میں آپ کی فضیلت معلوم ہے کہ اس نے آپ کی اطاعت کو اپنی اطاعت فرمایا اور ارشاد ہوا کہ جس نے آپ کی اطاعت کی بیشک اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان! اے اللہ کے رسول! بلاشبہ آپ کی فضیلت بارگاہِ خداوندی میں معلوم ہے۔ کہ آپ کی بعثت تو تمام انبیاء کے بعد ہے مگر آپ کا تذکرہ سب سے پہلے ہے فرمایا لَقَدْ اَخَذْنَا مِنَ النَّبِیّٖنَ مِیْثَاقَهُمْ الآیہ یا رسول اللہ! میرے ماں باپ آپ پر قربان! بارگاہِ خداوندی میں آپ کی فضیلت معلوم ہے کہ جہنمی تمنا کریں گے کہ کاش آپ کی اطاعت کرتے، حالانکہ طبقاتِ جہنم میں عذاب میں مبتلا ہوں گے۔ کہیں گے کاش ہم طاعت الٰہی کرتے اور اللہ کے رسول کی اطاعت کرتے۔"

عمدہ خصلت کی علامت

ابوالجور نے کہا کہ ایک مدنی شخص تھا جب وہ کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا تو اس کا بھائی آکر اُس سے مصافحہ کرتا اور کہتا:۔

"اے عبداللہ! اللہ سے ڈرو کیونکہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پیروی میں عمدہ خصلت ہے؛

پہلا شاعر

ایک شاعر نے کچھ اشعار کہے جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

"ہر مصیبت پر صبر کر اور تحمل کر اور جان لے کہ آدمی ہمیشہ رہنے والا نہیں اور صبر کر جیسا کہ بزرگوں نے صبر کیا ہے کیونکہ مصیبت ایک ایسی سختی ہے جو آج ہے اور کل ختم ہو جائے گی۔ اور جب تم مصیبت میں مبتلا ہو اور اس سے غم گین ہو تو اپنی مصیبت کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مصیبت سے بدل دو۔"

دوسرا شاعر

دوسرے نے کہا جس کا ترجمہ یہ ہے :۔

"مجھے وہ وقت یاد ہے جب زمانہ نے ہم میں جدائی کر دی تھی، اس وقت میں نے اپنی جان کی تعزیت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کی اور میں نے اپنی جان سے کہا موت تو ہماری راہ ہے لہذا جو شخص آج نہیں مرا تو کل مر جائے گا۔"

فراق النبی میں مسجد کا گریہ وزاری کرنا

روایت ہے کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد جب اذان دیتے اور کہتے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدً رَّسُوْلُ اللّٰهِ تو مسجد سے باواز بلند رونے کی آواز آتی۔ جب آپ کی تدفین ہو گئی تو حضرت بلال نے اذان کہنی چھوڑ دی۔

تیسرا شاعر

تیسرے شاعر نے کہا کہ جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اگر فراق کا مزا رضوی پہاڑ چکھتا، تو یقیناً وہ اپنی جگہ سے ہل جاتا مجھ پر شوق کا عذاب اتنا ڈال دیا کہ لوہا اس کی برداشت سے عاجز ہے۔"

حضرت صفیہ کی نوحہ خوانی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا نے نوحہ میں بہت سے اشعار کہے چند ایک کا ترجمہ یہ ہے:۔

"ہاں یا رسول اللہ آپ ہماری آرزو تھے اور آپ ہم پر احسان فرماتے کبھی ظلم نہیں کرتے تھے۔ آپ رحیم، ہدایت کرنے والے اور تعلیم دینے والے تھے۔ آج آپ پر ہر رونے والا خوب روتا ہے۔ آپ کی زندگی مبارک کی قسم ایک میں ہی آپ کے فراق میں نہیں رو رہی ہوں لیکن مجھے آپ نے بعد میں آنے والے فراق نے ڈرایا۔ گویا میرا دل آپ کے ذکر سے بھرا ہوا ہے۔ میں خائف ہوں کہ اُن حادثات کا جو آپ کے بعد پہنچیں گے میں کیسے صبر کروں گی۔ اللہ تعالیٰ جو آپ کا رب ہے رحمت نازل فرمائے اس پر جس نے مدینہ طیبہ میں جگہ لی ہے اللہ کے رسول پر، میری ماں، خالہ، چچا اور ماموں اس کے بعد میری جان و مال قربان۔ اگر اللہ تعالیٰ آپ کو باقی رکھتا تو ہم بہت خوش ہوتے مگر اس کا حکم تو پورا ہونا ہی ہے۔ اللہ کی طرف

آپ پر صلوٰۃ وسلام ہو اور آپ بہشت کے باغات میں خوشی خوشی رہیں۔"

ابوسفیان بن حارث کی نوحہ خوانی

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چچیرے بھائی نے آپ کی نوحہ خوانی کرتے ہوئے کہا جو اشعار میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"میری نیند غائب ہوگئی۔ میرے غم کو کوئی زوال نہیں اور اہل مصیبت کی شب لمبی ہوتی ہے۔ آہ وزاری نے میری امداد کی۔ اور یہ اس مصیبت سے جو مسلمانوں پر پڑی ہے کم ہے۔ بلاشبہ ہماری مصیبت بڑی اور ظاہر ہے اس شب سے جس میں کسی نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام وصال فرما گئے اور ہماری زمین اس مصیبت سے جو اسے چھپائے۔ ایسی ہوگئی کہ نزدیک ہے کہ اس کے کنارے ہم پر جھک پڑیں۔ یقیناً ہم نے گم کر دیا اس وحی وتنزیل کو جو جبریل صبح وشام لے کر ہمارے پاس آیا کرتے تھے اور یہی زیادہ سزاوار ہے۔ اے جس پر یہ مصیبت پڑی کہ ان کے دل بہل جائیں یا آئندہ بہلا کریں۔ یہ نبی اس شان کے تھے کہ ہم سے شک کو مٹا دیا کرتے اس وحی کے ذریعہ جو آپ پر نازل کی جاتی' اور اپنے ارشاد سے، اور جو ہمیں ہدایت فرماتے پھر گمراہی کا ڈر نہ رہتا۔ یہ رسول ہمارے رہنما تھے۔ اے فاطمہ اگر تم بے چین ہو تو تم مجبور ہو اور اگر تم صابر بن جاؤ تو یہ بہتر راستہ ہے۔ تمہارے اباجان کا مرقد پاک تمام قبور کی پیشوا ہے کیونکہ

اس میں سید العالمین بڑی عظمت والے رسول ہیں۔"

نوحۂ صدیقیہ

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عربی اشعار میں نوحہ پڑھا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"جب میں نے اپنے نبی (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کو بے حس و حرکت دیکھا تو کشادگی کے باوجود تمام گھر مجھ پر تنگ ہو گیا اس وقت میرا قلب موت کا طلب گار تھا۔ اب میری ہڈیاں ہمیشہ کے لیے ٹوٹ گئیں۔

اے عتیق! تیرا محبوب افسوس گزر گیا۔ اب تجھے ہمیشہ کے لیے صبر کرنا ہے۔

اے کاش! میں اپنے آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال مبارک سے پہلے ہلاک ہو جاتا اور میں قبر میں چھپ جاتا اور میرے اوپر پتھر ہوتے۔

یقیناً آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے بعد وہ حوادث ظاہر ہوں گے جن سے پسلیاں اور سینے پس جائیں گے۔"

دوسرا نوحۂ صدیقیہ

پھر یہ نوحہ بھی کہا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"وحی نے ہمیں چھوڑ دیا جب سے آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہم سے علیحدہ ہوئے۔ اب ہم کلام اللہ سے محروم ہو گئے بجز اس کلام کے

جو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمارے لیے چھوڑ گئے ہیں جو مکرم کاغذات پر لکھا ہوا ہے۔"

حضرت حسان بن ثابت کا نوحہ

حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے جو نوحہ پڑھا اس کا اُردو ترجمہ یہ ہے:

"ہماری آنکھوں کی روشنی آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہی تھے، اَب آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دیدار سے ہماری آنکھیں نادیدہ ہوگئیں۔ اَب جو چاہے وفات پائے، مجھے تو آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وصال کا خوف دامن گیر تھا۔"

احکام میراث وترکہ

میراث کی مقدار

حضور نبی کریم رؤف ورحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے وصال کے وقت روپیہ پیسہ اور غلام وغیرہ کچھ نہ چھوڑا ماسوا ایک سفید خچر، ہتھیار اور اس کے جسے خیرات کر دیا تھا۔

خلاصۃ السیر کی روایت

خلاصۃ السیر میں ہے کہ حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم نے بروز وصال دو یمنی چادر، ایک عمانی تہ بند، دو صحاری کپڑے، ایک صحاری قمیص ایک سحولی قمیص، ایک یمنی جبّہ، ایک حاشیہ دار سفید چادر، تین چھوٹی چھوٹی استعمال شدہ ٹوپیاں، ایک پانچ بالشت تہبند، ورس میں رنگی ہوئی ایک چادر ترکہ میں چھوڑی۔

فرمان نبوی

حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں :۔

"ہم گروہِ انبیاء سے ہیں جو کچھ ہم چھوڑتے ہیں اُس میں ورثہ نہیں ہوتا بلکہ صدقہ ہوتا ہے۔"

فرمانِ نبوی ہے کہ :۔

"میرے ورثا روپیہ تقسیم نہیں کریں گے۔"

اپنی بیویوں کے نفقہ اور اولاد کے خرچہ کے بعد جو بچے وہ صدقہ ہے۔

حضرت ابوہریرہ کی روایت

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ :۔

"حضرت سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئیں اور فرمایا تمھارا وارث کون ہے؟ فرمایا، میری اولاد اور میری اہل۔ تب سیدہ زہراء نے کہا پھر کیوں میرے ابّا جان کا مجھے ورثہ نہیں ملا۔ اس وقت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول خدا علیہ التحیۃ والثناء کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے :۔

لَا نُوْرَثُ الحدیث

کوئی ہمارا وارث نہیں

لیکن میں اس کے خرچہ کا ذمّہ دار ہو جاؤں جس کے خرچہ کی ذمہ داری آپ نے لے لی تھی، میں اُسے خرچہ دوں گا جسے آپ خرچہ دیتے تھے۔

حضرت عائشہ کی روایت

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال مبارک کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے آپ کے ترکہ خیبر، فدک اور مدینہ کے صدقات ہیں۔ سے میراث طلب کی۔ آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

" ہمارا کوئی وارث نہیں جو ہم چھوڑیں وہ صدقہ ہے "

اسی بناء پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو میراث دینے سے انکار کر دیا۔ سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کے دل میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی جانب سے یہ بات گھر کر گئی پھر اس مطالبہ کو دائمی طور پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔ جب سیدہ زہراء نے انتقال فرمایا تو آپ کے خاوند حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شب بھر میں آپ کی تدفین کر دی۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو بھی پتہ نہ چل سکا اور آپ کی نماز جنازہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پڑھی۔

حضرت علی کا بیعت کرنا

حضرت سیدہ زہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی مبارک زندگی کی بناء پر لوگوں میں حضرت علی المرتضیٰ کی بہت زیادہ عظمت تھی۔ جب آپ کا انتقال ہو گیا تو عوام الناس نے حضرت علی کی عظمت سے کچھ رستہ بدلنا شروع کیا تب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مصالحت کر کے آپ کی بیعت کر لی۔ اس سے قبل حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آپ سے بیعت نہیں کی۔ اب ان کے بعد بیعت کی۔

اسی طرح صحیحین میں ہے۔

امام بیہقی کی روایت

امام بیہقی نے امام شعبی سے روایت کیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی دورانِ علالت عیادت کی، اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ سے کہا یہ ابوبکر ہیں جو اجازت کے خواہاں ہیں۔ سیدہ نے فرمایا کیا تم اسے دوست رکھتے ہو کہ میں انھیں اجازت دے دوں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:۔

"ہاں اجازت دے دو"

تب سیدہ زہراء نے اجازہ دے دی۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اندر تشریف لائے اور انھیں خوش کیا حتیٰ کہ سیدہ خوش ہوگئیں۔
اسی طرح ہی وفا میں ہے۔

طبری کی روایت

محب طبری کی "ریاض النضرت" میں ہے کہ:۔
"حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے ہاں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہنچے اور کچھ عذر خواہی کر کے سیدہ کو راضی کیا۔"

اوزعی کی روایت

اوزعی سے روایت ہے کہ مجھے پتہ چلا کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ناخوش تھیں۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ

عنہ حضرت سیدہ کے پاس پہنچے۔ گرمی شدید تھی دروازہ پر جاکھڑے ہوئے اور فرمایا کہ میں تب تک یہاں سے قدم نہ اٹھاؤں گا جب تک کہ سیدہ ناراضگی کو دور فرماکر خوش نہ ہوجائیں۔ حضرت علی حضرت سیدہ کے پاس پہنچے اور انہیں قسم دی کہ وہ حضرت ابوبکر سے ناراضگی دور کریں اور خوشی کا اظہار کریں۔ تب سیدہ خوش ہوگئیں۔ اسے ابن سمان نے الموافقہ میں بیان کیا۔

میراث پر تنازعہ

مروی ہے کہ عہد فاروقی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی میراث پر حضرت علی اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما نے تنازعہ کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف، حضرت سعد رضی اللہ عنہم سے فرمایا، میں تمھیں اللہ کی قسم دیتا ہوں، کیا تم نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ فرماتے ہوئے سماعت نہیں کیا کہ نبی کا تمام مال صدقہ ہے سوائے اس کے کہ وہ کھالیں ہمارا کوئی وارث نہیں۔ سب نے کہا قسم بخدا حق بات یہی ہے۔

مرقد مبارک کی زیارت

مستحب عمل

حضور خواجہ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قریشی، ہاشمی، مکی، مدنی، ابوالقاسم محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم خاتم الانبیاء والمرسلین صلوات اللہ وسلامہ علیہ وعلیہم اجمعین کے مرقد مبارک کی زیارت مندوب و مستحب ہے۔ مستحبات میں سب سے بڑھ کر مؤکد اور عبادات میں سب سے افضل۔ واجب کے عین قریب اُس فرد کے لیے جو گنجائش اور طاقت رکھتا ہو کیونکہ حضور نبی کریم رؤف و رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ:۔

"جو طاقت رکھتا ہو اور میری قبر کی زیارت کو نہ آئے تو بلا شبہ اس نے مجھ پر ظلم کیا۔"

دوسری روایت

مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:۔

"میری اُمت کا ہر وہ فرد جو طاقت رکھتا ہو اور میری قبر کی زیارت نہ کرے تو بارگاہِ الٰہی میں وہ عذر خواہ نہ ہوگا۔"

تیسری روایت

مروی ہے کہ حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جو شخص میری قبر کی زیارت کے لیے آیا اور اس کا مقصد بھی میری قبر کی زیارت ہی ہو تو میرے اُوپر حق ہے کہ میں حشر کے دن اس کی شفاعت کروں۔"

اسے حافظ ابو علی بن سکن نے روایت کیا۔

چوتھی روایت

مروی ہے کہ حضور پُر نور سید یوم النشور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"جس نے میری قبر کی زیارت کی مجھ پر اس کی شفاعت واجب ہوگئی۔"

ابن عبد الحق نے اسے صحیح کہا ان کے باپ پر رحمت ہو۔

پانچویں روایت

مروی ہے کہ حضور نبی غیب دان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

"جس نے میرے وصال کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری ظاہری زندگی ہی میں میری زیارت کی۔"

اس باب میں بہت زیادہ روایات مروی ہیں جہاں تک ہم نے بیان کر دی ہیں کافی ہیں۔ لہٰذا جب زیارت کرنے والا گھر سے چلے اور مدینہ پاک کی طرف توجہ کر کے دوران سفر

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر بکثرت درود پاک پڑھے، کیونکہ اس راستہ کے مسافر کے لیے فرائض کے بعد درود شریف سے بڑھ کر کوئی فضیلت والی عبادت نہیں ہے۔ جب اس کی نظر مدینہ پاک کے شجر اور حرم مقدس پر پہنچے تو پھر بکثرت درود و سلام پڑھے اور دعا کا طالب ہو کہ دنیا و عقبیٰ میں اس زیارت کی برکت سے نفع حاصل کر کے سعادت کا حصول ہو اور یہ کہے :۔

"اَللّٰھُمَّ اِنَّ ھٰذَا حَرَمُ رَسُوْلِكَ فَاجْعَلْهُ لِیْ وِقَایَةً مِّنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ وَسُوْءِ الْحِسَابِ"

ترجمہ

"اے اللہ! یہ تیرے رسول کا حرم ہے اس کو میرے جہنم کی آگ سے پناہ اور عقبیٰ کے عذاب اور بُرے حساب سے امن دے۔"

مستحب عمل

اور مستحب یہ ہے کہ مدینہ پاک میں داخلہ کے وقت غسل کرے، عمدہ کپڑے زیب تن کرے، خوشبو ملے اور جس قدر آسان ہو صدقہ کرے۔ پھر یہ پڑھتے ہوئے داخل ہو جائے :۔

"بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ اَدْخِلْنِیْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِیْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّیْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِیْرًا۔"

ترجمہ

شروع اللہ کے نام پر اور اللہ کے رسول کی ملت پر۔ اے پروردگار سچائی کی جگہ مجھے داخل کر اور سچائی کی جگہ مجھے نکال اور اپنی جانب سے غالب

ناصر بنا دے۔"

مسجد میں داخلہ

پھر جب مسجد کے دروازہ پہ پہنچے تو اپنا داہنا پاؤں داخل کر کے پڑھے،

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ

ترجمہ

"اے اللہ! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے اپنی رحمت و فضل کے دروازے کھول دے۔"

اور جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے روضۂ انور کا ارادہ کرے۔ یہ روضہ آپ کے منبر شریف اور آپ کے مرقد مبارک کے درمیان مسجد کا حصہ ہے جسے روضۃ من ریاض الجنۃ کہا جاتا ہے تو وہاں مصلی نبوی پر تحیۃ المسجد ادا کرے۔ اگر وقت مل جائے ورنہ روضہ کے دوسرے حصہ میں یا مسجد میں کسی جگہ پڑھے پھر بقعۂ مبارک تک پہنچنے پر شکر کا سجدہ ادا کرے۔ نماز اور تلاوت کے بغیر سجدہ میں علماء کے مابین اختلاف ہے۔

صلوٰۃ وسلام کا طریق

پھر قبولِ زیارت کے ساتھ اتمام نعمت کی دعا مانگے۔ از اں بعد مرقد مبارک کے قریب آئے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اقدس کی طرف منہ کر کے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر کے کھڑا ہو اور جالی مبارک کی دیوار پہ ہاتھ نہ لگائے اور نہ ہی اُسے بوسہ دے۔ کیونکہ یہ تمام کا تمام اہل جہالت کا طریقہ ہے۔ یہ سلف صالحین کا طریقہ نہیں ہے بلکہ دیوار مبارک سے تین یا چار گز کے فاصلہ پر کھڑا ہو، پھر حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر دل کی حضوری کے ساتھ آہستہ آواز اور باادب ہو کر یہ پڑھے:۔

"اے سید المرسلین آپ پر سلام ہو

اے خاتم النبیین آپ پر سلام ہو

اے رُخ روشن والے آپ پر سلام ہو

اے رحمۃ للعالمین آپ پر سلام ہو

اور آپ کی اہل بیت اور ازواج مطہرات اور آپ کے سب صحابہ کرام پر۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ میں شاہد ہوں کہ ماسوا اللہ کوئی معبود نہیں، اور میں شاہد ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اس کے امین اور اس کی سب مخلوق میں بزرگ تر ہیں۔ اور میں شاہد ہوں کہ بلاشبہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی، امانت کی ادائیگی کی، اُمت کو نصیحت کی، اور فی سبیل اللہ جہاد کا حق ادا کیا۔ اور آپ نے اپنے وصال تک اپنے رب کی عبادت کی۔ اے اللہ کے رسول ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے جزا دی ہو۔ الٰہی ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ پر اور آپ کی آل پر ویسا ہی درود بھیج جیساکہ سیدنا ابراھیم اور اُن کی آل پر جہان کے لوگوں نے درود بھیجا، اور برکت فرما ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ پر اور آپ کی آل پر جیسے برکت کی تو حضرت ابراہیم پر اور اُن کی آل پر۔ بالیقین تو ہی صاحبِ حمد اور برتر ہے۔ اے اللہ تو نے فرمایا اور تیرا فرمان صحیح ہے کہ اگر وہ لوگ جنھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، آپ کے پاس حاضر ہوں پھر وہ بارگاہ الٰہی سے بخشش طلب کریں اور یہ رسول بھی مغفرت طلب کریں تو یقیناً اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔ اے اللہ بیشک ہم نے تیرا

فرمان سنا اور تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرے نبی کے دربار میں حاضر ہوئے کہ ہمارے گناہوں کی تیرے یہاں شفاعت کریں، الٰہی ہم پر رحمت سے رجوع کر، اور آپ کی زیارت کی برکت سے نیک بخت بنا اور آپ کی شفاعت میں ہمیں داخل فرما۔ اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے دربار میں اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف و رحیم رکھا، پس آپ، اُس کی شفاعت کریں گے جو آپ کے پاس اپنی جان پر ظلم، اپنے گناہوں کا اقرار، اپنے پروردگار سے توبہ کرتے ہوئے حاضر ہوا۔

ایک شاعر کا بیان

کسی شاعر نے ان اشعار کو کہا اور کئی شعراء نے مناسک کے رسالوں میں بیان کیا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اُن افراد سے برتر جن کی ہڈیاں ایک جیسی زمین میں دفن ہوئیں
پھر اُن کی خوشبو سے ہموار زمین اور چٹانیں خوشبودار ہو گئیں
اس مرقد مبارک پر میری جان قربان جس میں آپ آرام فرما رہے ہیں
اسی میں پارسائی ہے اور اسی میں بخشش و سخاوت ہے۔ آپ وہ
شفاعت فرمانے والے ہیں جن کی شفاعت کی اُمید کی گئی ہے اس
راستے پر جہاں قدم اکھڑ جائیں گے۔"

پھر اپنے لیے اور اپنے ماں باپ کے لیے، اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعا مانگیں کیونکہ بارگاہِ رسالت پناہ میں ہر دعا قبول و منظور ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں ہم نے اپنی کتاب "جذب القلوب الی دیار المحبوب" میں مدینہ پاک سے واپسی اور اس کے راستے پر چلنے کے آداب اور مدینہ پاک میں داخلہ اور حضور

والسلام اور حضرت ابو بکر صدیق و حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہما پر دل کی حضوری کے ساتھ آہستہ آواز اور باادب ہو کر یہ پڑھے:۔

"اے سید المرسلین آپ پر سلام ہو

اے خاتم النبیین آپ پر سلام ہو

اے رُخِ روشن والے آپ پر سلام ہو

اے رحمۃ للعالمین آپ پر سلام ہو

اور آپ کی اہل بیت اور ازواج مطہرات اور آپ کے سب صحابہ کرام پر۔ اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمت و برکت ہو۔ میں شاہد ہوں کہ ماسوا اللہ کوئی معبود نہیں، اور میں شاہد ہوں کہ یقیناً آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول، اس کے امین اور اس کی سب مخلوق میں بزرگ تر ہیں۔ اور میں شاہد ہوں کہ بلاشبہ آپ نے رسالت کی تبلیغ فرمائی، امانت کی ادائیگی کی، اُمت کو نصیحت کی، اور فی سبیل اللہ جہاد کا حق ادا کیا۔ اور آپ نے اپنے وصال تک اپنے رب کی عبادت کی۔ اے اللہ کے رسول ہماری جانب سے اللہ تعالیٰ اس سے بہتر جزا عطا فرمائے جو کسی نبی کو اس کی اُمت کی طرف سے جزا دی ہو۔ الٰہی ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ پر اور آپ کی آل پر ویسا ہی درود بھیج جیسا کہ سیدنا ابراہیم اور اُن کی آل پر جہان کے لوگوں نے درود بھیجا، اور برکت فرما ہمارے سردار حضرت محمد مصطفےٰ پر اور آپ کی آل پر جیسے برکت کی تو حضرت ابراہیم پر اور اُن کی آل پر۔ بالیقین تو ہی صاحب حمد اور برتر ہے۔ اے اللہ تو نے فرمایا اور تیرا فرمان صحیح ہے کہ اگر وہ لوگ جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا، آپ کے پاس حاضر ہوں پھر وہ بارگاہ الٰہی سے بخشش طلب کریں اور یہ رسول بھی مغفرت طلب کریں تو یقیناً اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحیم پائیں گے۔ اے اللہ بیشک ہم نے تیرا

فرمان سنا اور تیرے حکم کی اطاعت کی اور تیرے نبی کے دربار میں حاضر ہوئے کہ ہمارے گناہوں کی تیرے یہاں شفاعت کریں، الٰہی ہم پر رحمت سے رجوع کر، اور آپ کی زیارت کی برکت سے نیک بخت بنا اور آپ کی شفاعت میں ہمیں داخل فرما.

اے اللہ کے رسول! ہم آپ کے دربار میں اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہوئے اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہوئے حاضر ہوئے ہیں یقیناً اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام رؤف و رحیم رکھا، پس آپ اُس کی شفاعت کریں گے جو آپ کے پاس اپنی جان پر ظلم، اپنے گناہوں کا اقرار، اپنے پروردگار سے توبہ کرتے ہوئے حاضر ہوا۔

ایک شاعر کا بیان

کسی شاعر نے ان اشعار کو کہا اور کئی شعراء نے مناسک کے رسالوں میں بیان کیا جس کا ترجمہ یہ ہے:۔

"اُن افراد سے برتر جن کی ہڈیاں ایک جیسی زمین میں دفن ہوئیں
پھر اُن کی خوشبو سے ہموار زمین اور چٹانیں خوشبودار ہوگئیں
اس مرقد مبارک پر میری جان قربان جس میں آپ آرام فرما رہے ہیں
اسی میں پارسائی ہے اور اسی میں بخشش و سخاوت ہے۔ آپ وہ
شفاعت فرمانے والے ہیں جن کی شفاعت کی اُمید کی گئی ہے اس
راستے پر جہاں قدم اکھڑ جائیں گے۔"

پھر اپنے لیے اور اپنے ماں باپ کے لیے، اپنے عزیز و اقارب کے لیے دعا مانگیں کیونکہ بارگاہِ رسالت پناہ میں ہر دعا قبول و منظور ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں ہم نے اپنی کتاب "جذب القلوب الی دیار المحبوب" میں مدینہ پاک سے واپسی اور اس کے راستے پر چلنے کے آداب اور مدینہ پاک میں داخلہ اور حضور

علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے آداب ، اور اس شہر مبارک میں رہنے سہنے کے آداب مفصل طریق سے بیان کیے گئے ہیں۔ اس کو مطالعہ کر کے اخلاق آداب میں استقامت اختیار کیجئے۔

خواب میں دیدارِ مصطفیٰ

خواب کی اہمیّت

حضور نبی کریم رؤف الرحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے خواب میں مشاہدہ پر اس مضمون کو ہم ختم کرتے ہیں اور جو کچھ اس سلسلہ میں باتیں ہیں انہیں بھی بیان کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ ہی اتمام کی توفیق دیتا ہے۔ اس کے ہاتھ میں اصل مقصد کی ڈوری ہے۔

حق کا مشاہدہ

مواہب لدنیہ میں ہے کہ حضور خواجۂ کونین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خصوصیات میں یہ ہے کہ:۔

"جس نے حضور نبی کریم علیہ افضل الصلوٰۃ والتسلیم کو خواب میں دیکھا یقیناً اس نے حق دیکھا، لیکن شیطان آپ کی شکل نہیں بن سکتا۔"

مسلم میں قتادہ کی ایک روایت ہے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا، بیشک اُس نے حق دیکھا۔"

مسلم کی روایت

مسلم میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ حدیث بھی ہے کہ:۔
"جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میں یہ قدرت نہیں ہے کہ وہ میری شکل بنے۔"

بخاری کی روایت

بخاری میں حضرت ابوسعید کی حدیث ہے کہ:۔
"شیطان مجھ جیسا نہیں ہو سکتا یعنی میری صورت اختیار نہیں کر سکتا۔"
اس میں مضاف کو حذف کر کے مضاف الیہ کو فعل سے ملا دیا گیا۔

ابو قتادہ کی روایت

بخاری میں ابو قتادہ کی حدیث ہے کہ:۔
"شیطان میری صورت پہ دکھائی نہیں دے سکتا۔"
معنی یہ کہ اس کی یہ طاقت نہیں ہے کہ میری مثل بن سکے۔ مطلب یہ کہ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے اس کو مختلف اشکال بدلنے کی قدرت دی ہے جس صورت کو وہ چاہے۔ مگر یہ اُسے قدرت حاصل نہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صورت مبارک کی مثل صورت بنائے۔ لہٰذا ایک جماعت کا یہ مذہب ہے کہ مقام کا اقتصار یہ ہے کہ جب دیکھنے والا آپ کا دیدار کرتا ہے تو وہ اُسی کرم و بخشش

والی صورت کو دیکھتا ہے جس پر آپ اپنی حیات ظاہری میں تھے حتیٰ کہ بعضوں نے اس مقام پر اتنی تنگی اختیار کی ہے اور کہا ہے لازمی ہے کہ وہ آپ کی اسی صورت مبارکہ دیکھے جس پر آپ نے وصال فرمایا ہے یہاں تک کہ اُن سفید بالوں کی گنتی بھی معتبر ہو گی جو بیس تک نہیں پہنچے تھے۔

حماد بن زید کی روایت

حماد بن زید سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ جب بھی محمد ابن سیرین سے کوئی بیان کرتا کہ اس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کو دیکھا ہے تو کہتے کہ اس صورت کی جو دیکھی ہے حال بیان کرو۔ پس اگر وہ ایسی کیفیت بیان کرتا جسے وہ نہیں جانتے تو کہتے تم نے مشاہدہ نہیں کیا۔

اس حدیث کی سند صحیح ہے۔

حاکم کی روایت

حاکم نے عاصم بن کلیب کی سند سے بیان کیا کہ مجھے میرے والد نے حدیث سنائی کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے عرض کیا کہ کیا نبی پاک صاحبِ لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا خواب میں دیدار کیا ہے، فرمایا حال بیان کیجئے کہتے ہیں کہ میں نے حسن ابن علی رضی اللہ عنہما کا ذکر کر کے مشابہت بیان کر دی۔ فرمایا بیشک تم نے دیدار کیا، اس کی سند جید ہے لیکن معارض وہ روایت ہے جسے ابن عاصم نے دوسری سند سے بیان کیا۔ کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے اُنہوں نے کہا کہ حضور پر نور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا یقیناً اُس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ میں ہر صورت میں نظر آسکتا

ہوں۔ اس روایت کی سند میں ابن ثوامہ ہے جو مخبوت الحواس ہونے کے سبب ضعیف ہے۔ اور یہ روایت اُس وقت کی ہے جب ابن ثوامہ کے حواس بہتر نہیں تھے اس کے بعد سنی ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

ابوبکر بن عربی کا فرمان

قاضی ابوبکر بن عربی فرماتے ہیں کہ:۔

"حضور خواجۂ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار پُرانوار صفاتِ معلومہ کے ساتھ ہونا ادراکِ حقیقی ہے اور غیر صفاتِ معلومہ کے ساتھ دیکھنا ادراک مثالی ہے۔ صحیح بات یہی ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو زمین متغیر نہیں کرتی۔ لہذا حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کا دیکھنا تو حقیقی ہے اور صفات کا ادراک مثال کا مشاہدہ ہے۔"

قاضی عیاض کا فرمان

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:۔

"ممکن ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان "جس نے مجھے دیکھا یقیناً اُس نے حق دیکھا۔" کا مطلب یہ ہو کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیدار اُس مشہور صورت کے ساتھ کیا جو آپ کی ظاہری زندگی میں تھی تو یہ دیدار برحق ہے اور جس نے اس کے علاوہ اور کسی کو دیکھا، تو یہ دیدار تاویلی ہے۔ انتہٰی۔

اس کے بعد امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہ ضعیف ہے اور صحیح یہی ہے کہ اس نے حقیقتاً حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہی کا دیدار کیا، خواہ وہ صفاتِ معروفہ

کے ساتھ ہو یا غیر پر انتہیٰ۔

اس کے مقابلے میں شیخ الاسلام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں کہ قاضی عیاض کے کلام سے مجھے وہ بات نظر نہیں آتی جو اس کے منافی ہو بلکہ اس قول سے بھی یہی ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں حالت میں مراد حقیقی دیکھنا ہے، لیکن پہلی حالت میں خواب دیکھنا تعبیر کا محتاج نہیں ہے اور دوسری تعبیر میں حاجت ہے اور اس شخص کے قول سے جو یہ کہتا ہے کہ "حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خواب میں دیکھنا صرف صورتِ معلومہ پر ہی ہوتا ہے" یہ لازم آتا ہے کہ جس نے آپ کو کسی اور صفت پر دیکھا تو اس کا یہ خواب صحیح نہیں ہے اور یہ بات یقینی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خواب میں ایسی حالت پر نظر آئیں جو دنیاوی احوال لائقہ کے برخلاف، تو پھر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو دیکھا اور اگر شیطان کو یہ طاقت مل جائے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کسی بات سے جس پر آپ ہیں یا وہ آپ کی طرف منسوب ہے مشابہ ہو جائے تو یقیناً آپ کے عام ارشاد سے معارض ہو جائے گا کہ "شیطان میری صورت نہیں بن سکتا"۔ لہٰذا بہتر یہی ہے کہ حضور کے خواب میں دیکھنے کو اسی طرح ہر اُس چیز کو جو آپ کی طرف منسوب ہے۔ دیکھنے کو ان توہمات سے بالاتر پاک و منزّہ رکھنا چاہیئے کیونکہ یہی اعتقاد حرمت میں برتر اور عصمت میں لائق تر ہے جیسے کہ بیداری میں شیطان سے محفوظ تھے۔ اب اس حدیث کی یہی تاویل صحیح ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رویت کسی حال میں باطل نہیں ہے اور نہ یہ کہ حیران کن خواب ہے بلکہ فی نفسہا حق ہے۔ اگرچہ وہ کسی اور صورت پر دیکھے لہٰذا ان صورتوں کی تصویر شیطان کی جانب سے نہیں ہے بلکہ وہ جانب الٰہی ہے۔ یہی قول قاضی ابوبکر بن طیب وغیرہ کا ہے اور اس کی تائید میں آپ کا یہ فرمان ہے

"کہ یقیناً حق دیکھا" اسی طرف قرطبی نے اشارہ کیا۔ اور حدیث میں ہمارے شیخ المشائخ حافظ ابن حجر ہیثمی فرماتے ہیں کہ یہی صحیح ہے جیسا کہ ہم نے پہلے حضور علیہ الصلوٰۃ والصلوٰۃ کی روایت کے سلسلہ میں کہا کہ یہ عام ہے۔ دیکھنے والا کسی حال میں دیکھے بشرطیکہ رویت کسی وقت کی حقیقی صورت پر واقع ہو، خواہ عالم شباب کی ہو یا اُٹھتے ہوئے شباب کی یا ڈھلتی ہوئی عمر کی یا آخر عمر کی ہو اور کبھی اس کے برخلاف کوئی تعبیر ہوتی ہے جو دیکھنے والے کے حال سے متعلق ہوتی ہے جیسا کہ بعض علماء تعبیر کہتے ہیں کہ جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بوڑھا دیکھا تو یہ انتہائی سلامتی کی تعبیر ہے اور جس نے آپ کو عالم شباب میں دیکھا تو یہ لڑائی کی تعبیر ہے۔

ابو سعید احمد بن محمود بن نصر نے کہا کہ جس نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو آپ کی اپنی حالت و ہیئت پر دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی درستی حال اور کمال جاہ و مرتبت اور دشمنوں پر فتح یابی کی دلیل ہے اور جس نے آپ کو متغیر الحال مثلاً ترش رو دیکھا تو یہ دیکھنے والے کی بدحالی کی دلیل ہے اور عارف ابن ابو حمزہ نے کہا کہ جس نے آپ کو اچھی صورت میں دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین کی خوبی ہے اور اگر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کسی عضو شریف میں عیب و نقص دیکھا تو یہ دیکھنے والے کے دین میں خلل کی دلیل ہے۔ کہتے ہیں کہ یہی بات حق ہے اور یہ تجربہ میں آچکی ہے، اسی طریقہ پر پایا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خواب میں دیدار کرنے سے بڑا فائدہ حاصل ہوتا ہے حتیٰ کہ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس میں کوئی خلل ہے یا نہیں اس لیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تو نورانی ہیں مثل مصفیٰ آئینہ دیکھنے والے میں جو اچھائی یا برائی ہوتی ہے، وہ آئینہ میں اور اس کی ذات میں بے کم و کاست خوبی نظر آجاتی ہے۔

خواب میں سماعتِ کلام

حق اور ناحق کی پہچان

یہی حال حضور نبی پاک صاحب لولاک علیہ الصلوٰۃ والتسلیمات کا خواب میں کلام فرمانے کا ہے کہ اس میں بھی بحث ہے لہٰذا اس کلام کو آپ کی سنت سے پرکھا جائے گا جو سنت کے مطابق ہو حق ہے جو مخالف ہو وہ سننے والے کی سماعت کی غلطی ہے۔ ثابت ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دیکھنا حق ہے۔ غلطی تو دیکھنے والے کی سماعت و بصارت میں ہے۔ فرمایا اسی سلسلہ میں جو کچھ میں نے سُنا یہ بہتر ہے۔ انتہیٰ

شیخ عبدالوہاب کا فرمان

اب بندۂ ضعیف کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے حال کی اصلاح فرمائے۔ میں نے سیدی شیخ عارف باللہ عبدالوہاب بن ولی اللہ متقی سے سُنا کہ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عارف باللہ علی بن حسام الدین متقی سے سُنا وہ کہتے ہیں کہ مصر سے

ایک استفتاء آیا، اُس کا مضمون یہ تھا کہ سادات علماء و عرفاء اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خواب میں یہ حکم دیتے دیکھا کہ "شراب پی" اس کی کیا تعبیر ہونی چاہیئے؟

پھر یہ استفتاء جس کے پاس بھی پہنچا اس نے کچھ نہ کچھ لکھا اور جو جو تاویلات اور اشارے ذہن میں آئے بیان کیے۔ جب یہ استفتاء شیخ عارف باللہ متبع و مقتدی امحمد بن عراق کے پاس آیا جو کہ شیخ کامل اور سنت کی پیروی میں نہایت متبع تھے تو اُنھوں نے اس کے جواب میں تحریر فرمایا کہ دیکھنے والے کی سماعت نے غلطی کی ہے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو یہ فرمایا کہ "شراب مت پی" اس کی سماعت نے غلطی کی کہ اس کی سمجھ میں یہ آیا کہ شراب پی۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

مسلم کی روایت

واضح ہو کہ ایک اور حدیث میں مسلم کی روایت سے مروی ہے کہ:۔

"جس نے مجھے خواب میں دیکھا تو بہت جلد وہ جاگتے ہی میرے دیدار سے مشرف ہو جائے گا۔"

یا یہ ہے کہ:۔

"گویا اس نے مجھے بیداری میں دیکھ لیا کیونکہ شیطان میری صورت بننے کی قدرت نہیں رکھتا۔"

اسمٰعیل کی روایت

اسمٰعیل کی روایت میں ہے کہ:۔

"بیشک اُس نے بیداری میں مجھے دیکھا۔"

یہ قول سیرانی کی جگہ ہے۔ اسی کی مثل ابن ماجہ میں ہے۔ اور اسے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث سے ترمذی نے درست کہا ہے۔ علماء نے فسیرانی فی الیقظۃ کی تفسیر میں اختلاف کیا ہے۔ چنانچہ ابن بطال نے اس قول کی تفسیر میں یہ مراد لی کہ اس خواب کی تصدیق وصحت اور برحق ہونا بیداری میں معلوم ہو جائے گا۔ یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ عقبیٰ کو مشاہدہ کرلے گا اس لیے کہ آپ کی اُمت حشر کے دن بیداری کی حالت میں دیدار سے سرفراز ہو گی، خواہ اس نے خواب میں آپ کا دیدار کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

مازری نے کہا کہ اگر فکانما رأنی فی الیقظۃ کی روایت محفوظ ہے، تو اس کے معنی ظاہر ہیں اور اگر فسیرانی فی الیقظۃ کی روایت محفوظ ہے، تو ہو سکتا ہے اس سے اس زمانہ کے لوگ مُراد ہوں جو آپ کے پاس ہجرت کر کے نہیں آئے کیونکہ ایسا شخص جب آپ کو خواب میں دیکھے گا تو یہ خواب اُس کی نشانی ہو گی کہ وہ اس کے بعد بیداری میں دیکھ لے اور اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر یہ وحی بھیجی ہو گی۔ اور سیرٰی کی تاویلی معنیٰ میں ایک قول یہ ہے کہ اس خواب کی تعبیر اور صحت بیداری میں دیکھ لے۔

قاضی عیاض کا جواب

قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے یہ احتمال پیدا کر کے جواب دیا ہے کہ اس شخص کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس مشہور صفت پر جس پر آپ ہیں خواب میں دیکھنا، آخرت میں اُس کی عزت و کرامت کا سبب ہو گا اُس وقت حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی کسی ایسی خاص وضع پر رؤیت ہو گی جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے قرب اور علوّ درجات کی شفاعت ہو۔ علاوہ ازیں اور بھی خصوصیات سے نوازا

جائے۔ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ حشر کے دن بعض گنہگاروں کو اپنے نبی علیہ الصلاۃ والسلام کی رویت سے روکے رکھنے کا کچھ مدّت تک عذاب فرمائے۔

ابن ابی جمرہ کا احتمال

ابن ابی جمرہ نے اس کو ایک دوسرے ہی محمل پر محمل کیا ہے چنانچہ اُنھوں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما یا کسی اور سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اُنھوں نے خواب میں دیکھا پھر بیدار ہونے کے بعد اس حدیث کے بارے میں سوچتے رہے۔ ازاں بعد وہ آپ کی بیویوں میں کسی کے پاس گئے شاید وہ اُن کی خالہ حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، تو اُنھوں نے اُن کے لیے وہ شیشہ نکالا جو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ پس اُنھوں نے اس شیشہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت دیکھی اور اپنی صورت نظر نہ آئی۔ ان جوابات سے پانچ وجوہات حاصل ہوئیں۔

پانچ وجوہات کا حصول

ایک وجہ یہ کہ خواب بر سبیلِ تشبیہہ وتمثیل ہے اس کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ ارشاد دلالت کرتا ہے "گویا کہ اس نے بیداری میں مجھے دیکھا"

دوسری وجہ یہ کہ "بہت جلد بیداری میں دیکھ لے گا" اس کے تاویلی معنی یہ ہیں کہ بر سبیل حقیقت دیکھ لے گا۔

تیسری وجہ یہ کہ خاص اسی دور کے عوام الناس کے لیے ہے جو ملاقات سے پہلے ایمان لائے تھے۔

چوتھی وجہ یہ کہ اس سے مراد یہ ہے کہ وہ شخص "آپ کے شیشہ میں آپ کو دیکھ لیگا"

اگر وہ شیشہ ملنا ممکن ہو۔

حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ :۔

" یہ محل بعید تر ہے۔ اور

پانچویں وجہ یہ ہے کہ حشر کے دن مزید خصوصیات کے ساتھ دیدار کرے گا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب و الیہ المرجع و المآب۔